جلد ۱۲ | ۲۸ تبلیغ ۱۳۴۲ ہش | ۳ شوال ۱۳۸۲ھ | ۲۸ فروری ۱۹۶۳ء | شمارہ ۹

حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے اخلاق و شمائل

رقم فرمودہ حضرت ڈاکٹر میر محمد اسماعیل صاحب مرحوم رضی اللہ عنہ

حضرت مسیح موعود علیہ السلام اپنے اخلاق میں کامل تھے۔ یعنی آپ نہایت رؤف رحیم تھے۔ مہمان نواز تھے۔ اشجع الناس تھے۔ ابتلاؤں کے وقت جب لوگوں کے دل بیٹھ جاتے تھے۔ آپ شیر نر کی طرح آگے بڑھتے تھے۔ عفو۔ چشم پوشی۔ فیاضی۔ دیانت۔ خاکساری۔ صبر۔ شکر۔ استغنا۔ حیا۔ غض بصر۔ عفت محنت۔ قناعت۔ وفاداری۔ بے تکلفی۔ سادگی۔ شفقت ادب الٰہی۔ ادب رسول و بزرگان دین۔ حلم۔ میانہ روی ادائیگی حقوق۔ ایفائے عہد۔ چستی۔ ہمدردی۔ اشاعت دین تربیت۔ حسن معاشرت۔ مال کی نگہداشت۔ وقار۔ طہارت زندہ دلی اور مزاح۔ رازداری۔ غیرت۔ احسان۔ حفظ مراتب حسن ظنی۔ ہمت۔ اولوالعزمی۔ خودداری۔ خوش روئی اور کشادہ پیشانی۔ کظم غیظ۔ کف ید و کف لسان۔ ایثار معمور الاوقات ہونا۔ انتظام۔ اشاعت علم و معرفت۔ خدا اور اس کے رسول کا عشق۔ کامل اتباع رسولؐ۔ یہ مختصر آپؑ کے اخلاق و عادات تھے

آپ میں ایک مقناطیسی جذب تھا۔ ایک عجیب کشش تھی۔ رُعب تھا۔ برکت تھی۔ موانست تھی۔ بات میں اثر تھا۔ دعا میں قبولیت تھی۔ خدام پروانہ وار حلقہ باندھ کر آپؑ کے پاس بیٹھتے تھے۔ اور دلوں سے زنگ خود بخود دُھلتا تھا۔......
غرض یہ کہ آپؑ نے اخلاق کا وہ پہلو دنیا کے سامنے پیش کیا جو معجزانہ تھا۔ سراپا حُسن تھے۔ سراسر احسان تھے۔ اور اگر کسی شخص کو مثیل آپؐ کو کہا جا سکتا ہے تو وہ صرف محمد رسول اللہ ہے۔ صلے اللہ علیہ وسلم۔ وبس۔
آپؑ کے اخلاق کے اس بیان کے وقت تقریباً ہر خُلق کے متعلق میں نے دیکھا کہ میں اس کی مثال بیان کر سکتا ہوں۔ یہ نہیں کہ میں نے یونہی کہہ دیا ہے۔ میں نے آپؑ کو اس وقت دیکھا جب میں دو برس کا بچہ تھا پھر آپ میری آنکھوں سے اس وقت غائب ہوئے جب میں ۲۷ سال کا جوان تھا۔ مگر میں خدا کی قسم کھا کر بیان کرتا ہوں کہ میں نے آپؑ سے بہتر، آپ سے زیادہ خلیق، آپؑ سے زیادہ نیک، آپؑ سے زیادہ بزرگ، آپؑ سے زیادہ اللہ اور رسولؐ کی محبت میں غرق کوئی شخص نہیں دیکھا۔ آپؑ ایک نور تھے جو انسانوں کے لئے دنیا پر ظاہر ہوا۔ اور ایک رحمت کی بارش تھے جو ایمان کی لمبی خشک سالی کے بعد اس زمین پر برسی اور اسے شاداب کر گئی۔ اگر حضرت عائشہؓ نے آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کی نسبت یہ بات سچی کہی تھی کہ کَانَ خُلُقُہُ الْقُرْاٰن تو ہم حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی نسبت کہہ سکتے ہیں کہ کَانَ خُلُقُہٗ حُبَّ مُحَمَّدٍ وَّ اتِّبَاعَہٗ
علیہ الصلوٰۃ والسلام

سیدنا حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ بنصرہ العزیز

کی صحت کے متعلق اخبار الفضل مورخہ ۲۳ فروری میں شائع شدہ اطلاع مطبوعہ ہے

"ربوہ - ۲۲ فروری - کل دن بھر حضور کی طبیعت اللہ تعالیٰ کے فضل سے بہتر رہی - اس وقت طبیعت اچھی ہے۔

احباب کرام خاص توجہ اور التزام کے ساتھ حضور کی صحت کاملہ عاجلہ کیلئے دعائیں کرتے رہیں

اخبار احمدیہ

قادیان ۲۶ فروری - محترم صاحبزادہ مرزا وسیم احمد صاحب مع اہل و عیال بفضلہ تعالیٰ بخیر و عافیت ہیں - الحمد للہ

قادیان ۲۶ فروری محترم حضرت مولوی عبد الرحمن صاحب فاضل آج بریلی تشریف لے گئے جہاں ۲۰ ماہ حال کو ان کے ہاں لڑکی تولد ہوئی ہے - اللہ تعالیٰ سفر و حضر میں حافظ و ناصر ہو

ملک صلاح الدین ایم اے پرنٹر و پبلشر نے راما آرٹ پریس امرتسر میں چھپوا کر دفتر اخبار بدر قادیان سے شائع کیا
پروپرائٹر صدر انجمن احمدیہ قادیان

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

نَحْمَدُہٗ وَنُصَلِّی عَلٰی رَسُوْلِہِ الْکَرِیْمِ ——— وَعَلٰی عَبْدِہِ الْمَسِیْحِ الْمَوْعُوْدِ

رقم فرمودہ حضرت مرزا بشیر احمد صاحب مدّ ظلّہ العالی

جماعتِ احمدیہ کے جلسہ سالانہ ۱۹۶۲ء (ربوہ) کے آخری اجلاس منعقدہ ۲۸ دسمبر میں "ذکرِ حبیب" کے موضوع پر حضرت مرزا بشیر احمد صاحب مدظلہ العالی کی رقم فرمودہ تقریر مکرم مولانا جلال الدین صاحب شمس نے پڑھ کر سنائی تھی۔ حضرت میاں صاحب مدظلہ العالی کی اس نہایت درجہ روح پرور تقریر کا مکمل متن ذیل میں ہدیۂ احباب کیا جا رہا ہے۔ (ادارہ)

اَشْھَدُ اَنْ لَّآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ وَحْدَہٗ لَا شَرِیْکَ لَہٗ وَاَشْھَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُہٗ وَرَسُوْلُہٗ۔

اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی مُحَمَّدٍ وَّعَلٰٓی اٰلِ مُحَمَّدٍ وَّعَلٰی عَبْدِکَ الْمَسِیْحِ الْمَوْعُوْدِ وَبَارِکْ وَسَلِّمْ۔

دوستو! السّلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

مجھے اس سال پھر ذکرِ حبیب یعنی حضرت مسیح موعود بانی سلسلہ احمدیہ کے خاص خاص حالات اور نشانات اور اخلاقِ فاضلہ کے مضمون پر تقریر کرنے کے لئے کہا گیا ہے۔ اس سے قبل اسی مضمون پر خدا کے فضل سے میری تین تقریریں ہو چکی ہیں۔ پہلی تقریر ۱۹۵۹ء کے جلسہ سالانہ میں ہوئی جو سیرتِ طیبہ کے نام سے چھپ چکی ہے اور انگریزی میں بھی اس کا ترجمہ ہو چکا ہے۔ اس تقریر کا مرکزی نقطہ محبتِ الٰہی اور عشقِ رسول تھا۔ خدا کے فضل سے یہ تقریر جماعت کے دوستوں اور غیر از جماعت اصحاب میں یکساں مقبول ہوئی کیونکہ اس کے لفظ لفظ میں حضرت مسیح موعود بانی سلسلہ احمدیہ کی عاشقی شان ہویدا ہے۔ دوسری تقریر ۱۹۶۰ء کے جلسہ سالانہ میں ہوئی تھی۔ جو دُرِّ منثور کے نام سے چھپ چکی ہے اور بہت دلچسپ اور دلکش روایات اور بعض نئی حقیقتوں پر مشتمل ہے اور انگریزی میں بھی اس کا ترجمہ ہو کر بیرونی ممالک میں پہنچ چکا ہے۔ یہ تقریر بھی خدا کے فضل سے پہلی تقریر کی طرح بہت مقبول ہوئی۔ اور اپنوں اور بیگانوں دونوں نے اسے پسند کیا۔ تیسری تقریر ۱۹۶۱ء کے جلسہ سالانہ میں ہوئی تھی جو دُرِّ مکنون کے نام سے چھپی ہے اور انگریزی میں بھی اس کا ترجمہ ہو چکا ہے۔ اور یہ انگریزی ترجمہ انشاء اللہ بہت جلد رسالہ کی صورت میں شائع ہو جائیگا۔ اس تقریر میں زیادہ تر حضرت مسیح موعودؑ کے معجزات اور حضورؑ کے ہاتھ پر غلبۂ اسلام اور دعاؤں کی قبولیت کا ذکر ہے اور الحمدللہ کہ یہ تقریر بھی خدا کے فضل سے مقبول ہوئی اور میں امید کرتا ہوں کہ میرا آسمانی آقا مجھے ان تقریروں کے ثواب سے نوازے گا۔ اور جماعت کے لئے بھی انہیں برکت اور رحمت کا موجب بنائے گا۔

موجودہ تقریر اس سلسلہ کی چوتھی تقریر ہے۔ میں نے اس تقریر کا نام آئینۂ جمال رکھا ہے۔ کیونکہ میرا ارادہ ہے کہ اس میں زیادہ تر حضرت مسیح موعود علیہ السلام بانیٔ سلسلہ احمدیہ کی جمالی شان اور اس کے مختلف پہلوؤں کے متعلق کچھ بیان کروں وَمَا تَوْفِیْقِیْٓ اِلَّا بِاللّٰہِ الْعَظِیْمِ عَلَیْہِ تَوَکَّلْتُ وَاِلَیْہِ اُنِیْبُ۔

(۱)

جیسا کہ سب لوگ جانتے ہیں حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے دعوے کا مرکزی نقطہ مہدویت اور مسیحیت کے دعوے کے ارد گرد گھومتا ہے۔ آپؑ نے خدا سے الہام پا کر دعویٰ کیا کہ اسلام میں جس مہدی کے ظہور کا آخری زمانہ میں وعدہ دیا گیا تھا، وہ خدا کے فضل سے میں ہی ہوں اور اللہ تعالیٰ میرے ذریعہ اس زمانہ میں اسلام کو دوبارہ غلبہ عطا کرے گا۔ اور دنیا میں اسلام کا سورج پھر اسی آب و تاب کے ساتھ چمکے گا جیسا کہ وہ اپنے ابتدائی زمانہ میں چمک چکا ہے۔ آپؑ نے اس دعوے کی تشریح کرتے ہوئے فرمایا کہ دراصل اللہ تعالیٰ نے آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے لئے دو بعثتیں مقدر کر رکھی تھیں ایک بعثت اسلام کے دورِ اوّل کے ساتھ مخصوص تھی جو جلالی رنگ میں ظاہر ہوئی اور محمدیت کی شان کی مظہر تھی اور دوسری بعثت جو آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے جمالی نام احمد کے ساتھ وابستہ تھی، آخری زمانہ میں حضور سرورِ کائنات کے ایک خادم اور نائب کے ذریعہ مقدر تھی۔ یہی وہ بعثت ہے جس کی طرف قرآن مجید کی سورۃ جمعہ کی آیت اٰخَرِیْنَ مِنْھُمْ لَمَّا یَلْحَقُوْا بِھِمْ کے الفاظ میں اشارہ کیا گیا ہے۔ یعنی آخری زمانہ میں ایک جماعت ظاہر ہوگی جس کی رسولِ پاک صلے اللہ علیہ وسلم اپنے ایک بروز اور نائب کے ذریعہ تربیت فرمائیں گے۔ چنانچہ حدیث میں آتا ہے کہ جب آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم پر اٰخَرِیْنَ مِنْھُمْ والی آیت نازل ہوئی تو صحابہؓ کے دریافت کرنے پر کہ یا رسول اللہ یہ اٰخَرِیْنَ مِنْھُمْ کی جماعت کون ہے؟ آپؐ نے اپنے صحابی حضرت سلمان فارسیؓ کے کندھے پر ہاتھ رکھ کر فرمایا کہ:-

"اگر ایمان دنیا سے اٹھ کر ثریا کے دور دراز ستارے پر بھی چلا گیا تو پھر بھی ان اہلِ فارس میں سے ایک شخص اسے دوبارہ دنیا میں اتار لائے گا"

(بخاری تفسیر سورۃ جمعہ)

سو اس زمانہ میں جو لاریب اٰخَرِیْنَ کا زمانہ ہے، اللہ تعالیٰ نے مقدر کر رکھا ہے کہ رسولِ کریم صلے اللہ علیہ وسلم (فداہ نفسی) کے احمد نام کی جمالی شان حضرت بانیٔ سلسلہ احمدیہ کے ذریعہ جو نسلی لحاظ سے فارسی الاصل تھے دنیا میں ظاہر ہو اور اسلام اپنے وسطی دور کی کمزوری کے بعد پھر غیر معمولی ترقی اور عالمگیر غلبہ کی طرف قدم بڑھانا شروع کر دے۔ چنانچہ جماعت احمدیہ کے وسیع فاتحانہ تبلیغی نظام کے ذریعہ جس نے خدا کے فضل سے ساری دنیا کو اپنے گھیرے میں لے رکھا ہے اس غلبہ کا بیج بویا جا چکا ہے۔ اور جیسا کہ حضرت مسیح موعودؑ نے خدا سے علم پا کر لکھا ہے اب یہ بیج بڑھے گا اور پھولے گا اور پھیلے گا۔ اور کوئی نہیں جو اسے روک سکے۔ یہی وہ مقامِ مہدویت ہے جس کے متعلق آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم حدیث میں بڑی تحدّی کے ساتھ فرماتے ہیں جس کا ترجمہ یہ ہے کہ:-

"اگر دنیا کی زندگی میں صرف ایک دن بھی باقی ہوگا تو تب بھی خدا اس دن کو لمبا کر دے گا تاوقتیکہ وہ اس شخص کو مبعوث کر دے جو میرے اہل یعنی میرے عزیزوں میں سے ہوگا اور اس کا نام میرے نام کے مطابق ہوگا۔ اور اس کے باپ کا نام میرے باپ کے نام کے مطابق ہوگا۔ (یہ استعارہ کے رنگ میں کامل موافقت کی طرف اشارہ ہے) اور وہ ظاہر ہو کر اپنے نورِ ہدایت کے ذریعہ دنیا کو عدل و انصاف سے بھر دے گا حالانکہ وہ اس سے پہلے ظلم و جور سے بھری ہوئی ہوگی"

(ابوداؤد جلد ۲ کتاب المہدی)

---

* نام مرزا غلام احمد ولادت فروری ۱۸۳۵ء۔ وفات مئی ۱۹۰۸ء

یہ خیال کہ اسلام میں ایک خونی مہدی کی پیشگوئی کی گئی ہے جو اسلام کو دنیا میں جبر کے ساتھ پھیلائے گا بالکل غلط اور باطل اور بے بنیاد ہے۔ اسلام میں کوئی ایسی پیشگوئی نہیں۔ یہ سب کوتہ بین لوگوں کے سطحی خیالات ہیں کہ استعارے کے کلام کو حقیقت پر محمول کر لیا گیا ہے۔ اس کے لئے بے شمار قرآنی صراحتوں کے علاوہ صرف یہی عقلی دلیل کافی ہے کہ جبر کے نتیجہ میں اخلاص کی بجائے نفاق پیدا ہوتا ہے یعنی یہ کہ دل میں کچھ ہو اور ظاہر کچھ اور کیا جائے اور اسلام سے بڑھ کر نفاق کا کوئی دشمن نہیں قرآن تو یہاں تک فرماتا ہے کہ "منافق لوگ قیامت کے دن جہنم کے بدترین حصہ میں ڈالے جائیں گے"۔

حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا دوسرا بنیادی دعویٰ مسیحیت کا دعویٰ ہے یعنی آپ نے اس مسیح موعود ہونے کا دعویٰ کیا جس کی خدا تعالیٰ نے قرآن مجید میں اور آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے حدیث میں امت محمدیہ کے لئے پیشگوئی فرمائی تھی اور اطلاع دی تھی کہ آخری زمانہ میں مسلمانوں میں مسیح ناصری کا ایک مثیل ایسے وقت میں ظاہر ہوگا جبکہ دنیا میں مسیحیت کا شر از در ہوگا۔ اور دہریت تمام اکناف عالم میں غلبہ پا کر اپنے مشرکانہ عقاید اور مادی نظریات کا زہر پھیلا رہی ہوگی۔ امت محمدیہ کا یہ مسیح اسلام کی طرف سے ہو کر مسیحیت کے باطل عقائد کا مقابلہ کرے گا۔ اور اپنے روشن دلائل اور روحانی طاقتوں کے ذریعہ مسیحیت کے غلبہ کو توڑ دے گا۔ چنانچہ قرآن مجید میں اللہ تعالیٰ فرماتا ہے جس کا ترجمہ یہ ہے کہ :-

"خدا ضرور ضرور اسی طرح مسلمانوں میں خلفاء بنائے گا جس طرح کہ اس نے اس سے پہلے (موسیٰ کی امت میں خلفاء بنائے۔ اور ان خلفاء کے ذریعہ خدا اپنے دین کی حفاظت فرمائے گا۔ اور دین کے میدان میں مسلمانوں کی خوف کی حالت کو امن کی حالت سے بدل دے گا۔"

(قرآن مجید - سورۃ نور)

اسی طرح حدیث میں ہمارے آقا صلے اللہ علیہ وسلم تفصیل اور تشریح سے فرماتے ہیں۔ دوست غور سے سنیں کہ کس شان سے فرماتے ہیں کہ :-

"مجھے اس ذات کی قسم ہے جس کے ہاتھ میں میری جان ہے کہ تم میں ضرور ضرور مسیح ابن مریم اس شان سے ظاہر ہوگا (کہ گویا وہ آسمان سے اتر رہا ہے) جو حکم و عدل بن کر تمہارے اختلافات کا فیصلہ کرے گا۔ وہ مسیحیت کے زور کے وقت میں ظاہر ہو کر صلیبی مذہب کی شوکت کو توڑ کر رکھ دے گا۔"

(صحیح بخاری باب نزول عیسیٰ)

حضرت مسیح موعود بانی سلسلہ احمدیہ نے خدا سے الہام پا کر دعویٰ کیا کہ میں وہی مہدی اور وہی مسیح ہوں جس کے ہاتھ پر بالآخر اسلام کا غلبہ اور مسلمانوں کی ترقی اور مسیحیت کی شکست مقدر ہے۔ اور دراصل غور کیا جائے تو مہدویت اور مسیحیت کے دعوے حقیقتہً ایک ہی ہیں کیونکہ وہ ایک ہی دعوے کی دو شاخیں ہیں صرف دو جہتوں کی وجہ سے انہیں دو مختلف نام دے دیئے گئے ہیں۔ اسی لئے ان دو پیشگوئیوں میں حالات بھی ایک جیسے بیان کئے گئے ہیں۔ مہدی ہونے کے لحاظ سے آنے والے کے ہاتھ پر اسلام کی تجدید مقدر تھی اور ازل سے یہ فیصلہ ہو چکا تھا کہ جب آخری زمانہ میں مسلمانوں میں تنزل کے آثار پیدا ہوں گے۔ اور مسلمانوں کے عقائد میں بھی فتور آ جائے گا تو اس وقت اس امت کا مہدی ظاہر ہو کر مسلمانوں کے بگڑے ہوئے عقائد کی اصلاح کرے گا اور مسلمانوں کو اپنے آسمانی علم کلام اور باطنی نور ہدایت اور خداداد روحانیت کے زور سے بلندی کی طرف اٹھاتا چلا جائے گا۔ دوسری طرف مسیح ہونے کے لحاظ سے آنے والے مصلح کا یہ کام تھا کہ وہ مسیحیت کے غلبہ کے وقت ظاہر ہو کر صلیب کے زور کو توڑ دے۔ اور اسلام کو پھر اس کے دور اوّل کی طرح دنیا میں غالب کر دے سو دراصل یہ دونوں نام ایک ہی مصلح کو دئے گئے ہیں اسی لئے ہمارے آقا آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم ایک حدیث میں صاف طور پر فرماتے ہیں کہ :-

لَا مَهْدِيَّ اِلَّا عِيْسٰى

(ابن ماجہ)

یعنی اے مسلمانو ! سن لو کہ آنے والے عیسےٰ کے سوا کوئی اور مہدی موعود نہیں ہے۔"

۳

جیسا کہ میں بیان کر چکا ہوں درحقیقت یہ دونوں نام جمالی صفات کے مظہر ہیں اور ضروری تھا کہ ایسا ہی ہوتا کیونکہ موجودہ زمانہ میں کسی قوم کی طرف سے مسلمانوں پر دین کے معاملہ میں جبر نہیں کیا جاتا۔ اور ظاہر ہے کہ امن کی حالت میں جبکہ دین کے معاملہ میں کسی غیر قوم کی طرف سے مسلمانوں پر جبر نہ کیا جا رہا ہو جبر سے کام لینا قرآن مجید کی صریح ہدایت لَآ اِكْرَاهَ فِي الدِّيْنِ (یعنی دین کے معاملہ میں ہرگز کوئی جبر نہیں ہونا چاہیئے) کے قطعی طور پر خلاف ہے بلکہ یہ ایک انتہائی ظلم و تعدی کا فعل ہے جس کی اسلام کسی صورت میں بھی اجازت نہیں دیتا۔ حضرت مسیح ناصری حضرت موسیٰ کے بعد جن کے وہ خلیفہ تھے اور موسوی شریعت کے پابند تھے چودہ سو سال بعد جمالی رنگ میں مبعوث ہوئے اور یہودی لوگ اپنے زعم باطل میں جھوٹی امیدیں لگا کر ایلیا نبی کے نزول کے لئے جس کا ان کو وعدہ دیا گیا تھا (سلاطین باب ۲۰ آیت ۱۱ و متی باب ۱۱ و ۱۷) آسمان کی طرف دیکھتے رہ گئے۔ اسی طرح حضرت مسیح موعود بانی سلسلہ احمدیہ بھی آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے چودہ سو سال بعد عوام کی توقع کے خلاف آسمان سے نازل ہونے کی بجائے زمین سے ظاہر ہوئے اور جس طرح حضرت مسیح ناصریؑ نے امن کے ماحول میں جمالی رنگ میں اپنے دین کی خدمت کی اسی طرح مقدر تھا کہ مسیح محمدی بھی آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کی غلامی میں رہتے ہوئے جمالی رنگ میں جنگ و جدال کے بغیر اسلام کی خدمت کرے گا اور اپنے قولی اور قلمی جہاد اور روحانی نشانوں کے ذریعہ دنیا پر ثابت کر دے گا کہ اسلام ایسا پیارا اور ایسا دلکش اور ایسا مدلل مذہب ہے کہ اس کی اشاعت کے لئے ہرگز ہرگز کسی جبر و تشدد کی ضرورت نہیں۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام بانی سلسلہ احمدیہ اپنی بعثت کی غرض و غایت کا ذکر کرتے ہوئے فرماتے ہیں۔ دوست غور سے سنیں :-

"خدا نے اس رسول کو یعنی کامل مجدد کو اس لئے بھیجا ہے کہ تا خدا اس زمانہ میں ثابت کر کے دکھا دے کہ اسلام کے مقابل پر سب دین اور تمام تعلیمیں ہیچ ہیں۔ اور اسلام ایک ایسا مذہب ہے جو تمام دینوں پر ہر ایک برکت اور دقیقۂ معرفت اور آسمانی نشانوں میں غالب ہے۔ یہ خدا کا ارادہ ہے کہ اس رسول کے ہاتھ پر اسلام کی چمک دکھائے۔ کون ہے جو خدا کے ارادوں کو بدل سکے؟ خدا نے مسلمانوں کو اور ان کے دین کو اس زمانہ میں مظلوم پایا اور وہ آیا ہے کہ تا ان (کمزور) لوگوں اور ان کے دین کی مدد کرے اور وہ ہر چیز پر قادر ہے جو چاہتا ہے کرتا ہے (خدا نے مجھے مخاطب کر کے فرمایا کہ) اپنی قوت اور امنگ کے ساتھ زمین پر چل تا لوگوں پر ظاہر ہو کہ تیرا وقت آ گیا ہے اور تیرے وجود سے مسلمانوں کا قدم ایک محکم اور بلند مینار پر جا پڑا ہے۔ محمدی غالب ہو گئے وہی محمدؐ جو پاک اور برگزیدہ اور نبیوں کا سردار ہے خدا تیرے سب کام درست کر دے گا۔ اور تیری ساری مرادیں تجھے دے گا۔ وہ (خدا جو) فوجوں کا مالک ہے وہ اس طرف توجہ کرے گا۔ اور آسمان سے تیری زبردست مدد کی جائے گی۔"

(تریاق القلوب صفحہ ۶۱)

۴

حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے اپنے پر زور علم کلام اور زبردست خدائی نشانات اور روحانی تعلیم و تلقین کے ذریعہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے نقش قدم پر اٰخَرِيْنَ مِنْهُمْ کی جماعت قائم کی اور آپ کی اس جماعت نے خدا کے فضل سے اپنی غیر معمولی جد و جہد اور اپنی پُرامن تبلیغ اور اپنے وسیع لٹریچر اور اپنی بے نظیر مالی قربانی کے ذریعہ دنیا میں اسلام کی عالمگیر تبلیغ کا عظیم الشان نظام قائم کر رکھا ہے اور باوجود اس کے کہ یہ جماعت ابھی تک اپنی تعداد اور مالی طاقت اور اپنے دیگر ذرائع کے لحاظ سے بے حد کمزور ہے اور دوسرے مسلمانوں کے مقابلہ پر گویا آٹے میں نمک کے برابر بھی نہیں اس کے مبلغ دنیا کے دور دراز ممالک میں پہنچ کر اسلام کا جھنڈا بلند کرنے اور رسول پاک صلے اللہ علیہ وسلم کے نام کا بول بالا کرنے میں دن رات لگے ہوئے ہیں حتیٰ کہ اس وقت پاکستان اور ہندوستان کو چھوڑ کر جماعت احمدیہ کا ایک سو سے زاید مبلغ ایسا ہے جو دنیا کے مختلف حصوں میں اسلام کی تبلیغ کا کام

سرانجام دے رہا ہے۔ اور دنیا کی ہر قوم کے سنجیدہ طبقہ میں اسلام کی طرف توجہ پیدا ہو رہی ہے اور یورپ اور امریکہ کے جو لوگ آج سے چالیس پچاس سال پہلے اسلام کی ہر بات کو شک اور اعتراض کی نظر سے دیکھتے تھے اب خدا کے فضل سے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی دعاؤں اور روحانی توجہ کے طفیل ایسا تغیر پیدا ہوا ہے کہ وہی لوگ اسلام کی تعلیم کو تعریف اور قدرشناسی کی نظر سے دیکھنے لگ گئے ہیں۔ اور اسلام کا جھنڈا اجارہ کنافِ عالم میں اپنے نظریاتی اثر و رسوخ کے لحاظ سے بلند سے بلند تر ہوتا چلا جا رہا ہے۔ بے شک ابھی یہ ترقی الٰہی سنت کے مطابق صرف ایک بیج کے طور پر ہے مگر اس بیج کی اٹھان ایسی ہے کہ اہلِ عقل و دانش کی دوربین نگاہیں اس میں ایک عظیم الشان درخت کا نظارہ دیکھ رہی ہیں اور مسیحیت جس نے اس سے پہلے گویا دنیا کی اجارہ داری سنبھال رکھی تھی۔ اب اسلام کے مقابل پر برابر پسپا ہوتی چلی جا رہی ہے۔ چنانچہ براعظم افریقہ کے متعلق جو حضرت مسیح ناصری کے منادوں کا تازہ قلعہ بن رہا تھا بعض مسیحی مبصرین نے برملا تسلیم کیا ہے کہ:-

"اگر افریقہ میں مسیحیت ایک انسان کو کھینچتی ہے تو اس کے مقابل پر اسلام دس لوگوں کو کھینچ کر لے جاتا ہے۔"

(ورلڈ کرسچین ڈائجسٹ جون ۱۹۶۱ء)

یہ محض خدا کا فضل اور حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی روحانی توجہ اور درد بھری دعاؤں کا نتیجہ ہے کہ اس وقت جماعت احمدیہ کی حقیر کوششوں سے پاکستان اور ہندوستان کو چھوڑ کر صرف یورپ اور امریکہ اور افریقہ اور ایشیا کے تئیس مختلف ملکوں میں اسلام کے چونسٹھ تبلیغی مراکز قائم ہو چکے ہیں جن میں ایک سو اٹھارہ احمدی مبلغ دن رات اسلام کی تبلیغ میں لگے ہوئے ہیں ان میں سے اڑسٹھ پاکستانی ہیں جو مرکز کی طرف سے بھجوائے گئے ہیں اور پچاس ایسے ہیں جن کو لوکل طور پر تبلیغ کے کام میں لگایا گیا ہے۔ اور یہ لوگ بھاڑے کے ٹٹو نہیں ہیں بلکہ وہ لوگ ہیں جنہوں نے دلی ذوق و شوق سے دینی تعلیم حاصل کر کے اپنی زندگیاں خدمتِ دین کے لئے وقف کر رکھی ہیں اور یہ لوگ اِلَّا ماشاء اللہ خدا کے فضل سے رُتبیتوں کی مقدس جماعت میں داخل ہیں جن کی قرآن مجید خاص طور پر تعریف فرماتا ہے۔ یہی تیز رفتاری خدا کے فضل سے دیگر سامانِ جہاد کی تیاری میں نظر آتی ہے۔ چنانچہ اس وقت تک جماعت احمدیہ کی کوشش سے خدائے واحد کی عبادت کے لئے مختلف بیرونی ملکوں میں گذشتہ چند سالوں میں ۲۲ دو درجن کے قریب مسجدیں تعمیر ہو چکی ہیں۔ اسی طرح یورپ امریکہ اور افریقہ میں جماعتِ احمدیہ کی قائم کردہ نئی درسگاہوں کی تعداد چالیس ہے اور جماعت کی طرف سے بیرونی ملکوں میں شائع ہونے والے تبلیغی اخباروں اور رسالوں کی تعداد ۱۹ انیس ہے جو پاکستانی اور ہندوستانی اخباروں کے علاوہ ہے اور قرآن مجید کے جو ترجمے اس وقت تک یورپین اور امریکن اور افریقن زبانوں میں جماعتِ احمدیہ کی طرف سے تیار کئے جا چکے ہیں ان کی تعداد گیارہ ہے جن میں سے پانچ چھپ چکے ہیں اور بقیہ کے چھپنے کا انتظام کیا جا رہا ہے اور دیگر کثیر التعداد دینی لٹریچر اس کے علاوہ ہے۔ اور خدا کے فضل سے یہ سلسلہ دن بدن وسیع ہوتا جا رہا ہے اور انشاء اللہ وہ وقت دور نہیں جس کے متعلق حضرت مسیح موعود علیہ السلام خدا سے علم پا کر فرماتے ہیں:-

"اے تمام لوگو! سن رکھو کہ یہ اس (خدا) کی پیشگوئی ہے جس نے زمین و آسمان بنایا وہ اپنی اس جماعت کو تمام ملکوں میں پھیلا دے گا۔ اور حجت اور برہان کے رُو سے سب پر ان کو غلبہ بخشے گا۔ وہ دن آتے ہیں بلکہ قریب ہیں کہ دنیا میں صرف یہی ایک مذہب ہوگا جو عزت کے ساتھ یاد کیا جائے گا۔ خدا اس مذہب (اسلام) اور اس سلسلہ (احمدیہ) میں نہایت درجہ اور فوق العادت برکت ڈالے گا۔ اور ہر ایک کو جو اس کے معدوم کرنے کا فکر رکھتا ہے نامراد رکھے گا۔ اور یہ غلبہ ہمیشہ رہے گا۔ یہاں تک کہ قیامت آ جائے گی .... یاد رکھو کہ کوئی آسمان سے نہیں اترے گا۔ ہمارے سب مخالف جو اب زندہ موجود ہیں وہ تمام مریں گے۔ اور کوئی ان میں سے عیسیٰ بن مریم کو آسمان سے اترتے نہیں دیکھے گا۔ اور پھر ان کی اولاد جو باقی رہے گی وہ بھی مرے گی اور ان میں سے بھی کوئی آدمی عیسیٰ بن مریم کو آسمان سے اترتے نہیں دیکھے گا۔ اور پھر اولاد کی اولاد مرے گی اور وہ بھی مریم کے بیٹے کو آسمان سے اترتے نہیں دیکھے گی۔ تب خدا ان کے دلوں میں گھبراہٹ ڈالے گا کہ زمانہ صلیب کے غلبہ کا بھی گذر گیا اور دنیا دوسرے رنگ میں آ گئی مگر مریم کا بیٹا عیسیٰ اب تک آسمان سے نہ اترا۔ تب (سب) دانشمند یک دفعہ اس عقیدہ سے بیزار ہو جائیں گے اور ابھی تیسری صدی آج کے دن سے پوری نہیں ہوگی کہ عیسیٰ کا انتظار کرنے والے کیا مسلمان اور کیا عیسائی سخت ناامید اور بدظن ہو کر اس جھوٹے عقیدہ کو چھوڑ دیں گے۔ اور دنیا میں ایک ہی مذہب ہوگا اور ایک ہی پیشوا۔ میں تو ایک تخم ریزی کرنے آیا ہوں۔ سو میرے ہاتھ سے وہ تخم بویا گیا اور اب وہ بڑھے گا اور پھولے گا اور کوئی نہیں جو اس کو روک سکے۔"

(تذکرۃ الشہادتین صفحہ ۶۴-۶۵)

یہ عظیم الشان نتائج خدا کے فضل سے حضرت مسیح موعودؑ کی دردمندانہ دعاؤں اور جماعتِ احمدیہ کی دن رات کی والہانہ تبلیغ اور اسلام کے لئے ان کی مخلصانہ کوششوں اور قربانیوں کے نتیجہ میں پیدا ہو رہے ہیں اور پیدا ہوتے چلے جائیں گے تاوقتیکہ اسلام کے کامل غلبہ کا دن آ جائے۔ اور دنیا پر ظاہر ہو جائے کہ فتح و ظفر کی کلید خدا کے ہاتھ میں ہے اور یہ کہ اسلام کو اپنی اشاعت کے لئے کسی جبر و اکراہ کی ضرورت نہیں بلکہ وہ اپنے غیر معمولی حسن و جمال اور اپنی زبردست روحانی قوت اور مسیح محمدی کی بے نظیر جمالی کشش کے زور سے دنیا کو فتح کرنے کی طاقت رکھتا ہے اور اسی آئینۂ جمال کو میں انشاء اللہ اپنے اس مضمون میں بیان کرنے کی کوشش کروں گا وما توفیقی اِلّا باللہِ العلی العظیم

(۵)

حضرت مسیح موعود علیہ السلام بانیٔ سلسلہ احمدیہ ۱۳ر فروری ۱۸۳۵ء کو جمعہ کے دن قادیان میں پیدا ہوئے۔ یہ سکھوں کا زمانہ اور مہاراجہ رنجیت سنگھ کی حکومت کے آخری ایام تھے۔ اس کے بعد ۱۸۷۶ء میں آپؑ کے والد حضرت مرزا غلام مرتضیٰ صاحب کی وفات ہوئی۔ اور گو اس سے پہلے بھی حضرت مسیح موعود علیہ السلام پر وحی و الہام کے نزول کا سلسلہ شروع ہو چکا تھا لیکن اس وقت سے تو گویا خدائی رحمت کی تیز بارش مسلسل برسنی شروع ہو گئی اور والد کا سایہ اُٹھتے ہی خدائی نصرت نے آپؑ کا ہاتھ مضبوطی کے ساتھ تھام لیا۔

اس کے بعد مارچ ۱۸۸۲ء میں حضرت مسیح موعودؑ کو ماموریت کا پہلا الہام ہوا (براہین احمدیہ حصہ سوم صفحہ ۲۳۸) جو اس عظیم الشان روحانی جہاد کا آغاز تھا جو آدمؑ سے لے کر آج تک ہر مرسل یزدانی کے زمانہ میں ہوتا چلا آیا ہے لیکن اب تک بھی حضور نے بیعت کا سلسلہ شروع نہیں کیا تھا اور نہ ہی جماعتِ احمدیہ کی بنیاد قائم کی گئی تھی۔ جماعت کی بنیاد بالآخر خدائی حکم کے ماتحت ۱۸۸۹ء کے ابتداء میں آ کر قائم ہوئی اور گویا خدائی خدمت گاروں کی باقاعدہ فوج بھرتی ہونی شروع ہو گئی۔ اس کے جلد بعد ہی حضور نے خدا سے الہام پا کر مسیح موعود اور مہدیٔ معہود ہونے کا دعویٰ کیا جس پر چاروں طرف سے مخالفت کا ایسا طوفان اٹھا کہ الحفیظ والامان اور یہ مخالفت آپؑ کی تاریخ وفات تک جو ۱۹۰۸ء میں ہوئی برابر تیزی کے ساتھ بڑھتی چلی گئی۔ اور ہر قوم آپؑ کی مخالفت میں حصہ لینے کو فخر سمجھنے لگی۔ اور جیسا کہ قرآن مجید فرماتا ہے خدا کی یہ ازلی سنت پوری ہوئی کہ کوئی خدائی مصلح ایسا نہیں آتا جس کا انکار نہ کیا جاتا ہو اور اسے ہنسی مذاق اور طعن و تشنیع کا نشانہ نہ بنایا جاتا ہو (سورۃ یٰسٓ آیت ۳۱)

ماموریت کے الہام کے بعد حضرت مسیح موعود علیہ السلام کچھ اوپر چھبیس ۲۶ سال زندہ رہے اور بیعت کا سلسلہ شروع ہونے کے بعد آپؑ نے اس دنیا میں قریباً بیس سال گذارے جو قمری حساب سے قریباً اکیس ۲۱ سال کا زمانہ بنتا ہے اور یہ طویل زمانہ ایک طرف مخالفت کی انتہائی شدت اور دوسری طرف حضرت مسیح موعودؑ کی جمالی صفات کی غیر معمولی شان کے ظہور میں گذرا جیسا کہ خدا تعالیٰ کی سنت ہے آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کی طرح حضرت مسیح موعود کے بعض قریبی رشتہ داروں نے بھی آپؑ کی مخالفت کی۔ آپؑ کی بستی والوں نے بھی مخالفت کی۔ شہروں کے باشندوں نے بھی مخالفت کی۔ دیہات کے رہنے والوں نے بھی مخالفت کی۔ امیروں نے بھی مخالفت کی۔ غریبوں نے بھی مخالفت کی۔ مولویوں نے بھی مخالفت کی اور انگریزی خوانوں نے بھی مخالفت کی۔ پھر مسلمانوں نے بھی مخالفت کی اور عیسائیوں نے بھی مخالفت کی اور ہندوؤں نے بھی مخالفت کی اور آزاد خیال لوگوں نے بھی مخالفت کی اور ہر طبقہ اور ہر ملت نے مخالفت کے ناپاک خون میں اپنے ہاتھ رنگے۔ لیکن ہر مخالفت کے وقت آپ کی جمالی صفات

زیادہ آب و تاب کے ساتھ چمکیں اور دنیا نے دیکھ لیا کہ یہ چودھویں رات کا روحانی چاند جس نے عرب کے سراج منیر سے نور حاصل کیا تھا ایسا نہیں کہ اس کی روشنی کسی عارضی سایہ سے متاثر ہو کر مدھم پڑ جاتی۔ چنانچہ آپ آہستہ آہستہ ہر طبقہ اور ہر فرقہ اور ہر مکتب خیال میں سے سعید الفطرت لوگوں کو کھینچتے چلے گئے۔ حتے کہ آپ کی وفات کے وقت چار لاکھ فدائی آپ کے روحانی حسن و جمال پر فریفتہ ہو کر آپ کے حلقہ بگوشوں میں داخل ہو چکے تھے۔

چونکہ ہر خوبی اور ہر حسن کا منبع خدا کی ذات والاصفات ہے اس لئے جمالی صفات کی تشریح میں حضرت مسیح موعود علیہ السلام خدا کے حسن و جمال کی مثال دیتے ہوئے اپنے ایک لطیف شعر میں فرماتے ہیں ؎

چاند کو کل دیکھ کر میں سخت بے کل ہو گیا
کیونکہ کچھ کچھ تھا نشاں اس میں جمالِ یار کا

(سرمہ چشم آریہ)

یعنی چودھویں کے چاند کے حسن اور دلکشی اور دلربائی اور ٹھنڈک اور اس کی مسحور کر دینے والی تاثیر کو دیکھ کر میں کل رات بالکل بے چین ہو گیا کیونکہ اس میں میرے آسمانی معشوق اور خالقِ فطرت کے حسن و جمال کی کچھ کچھ جھلک نظر آتی تھی۔"

اسی نظم میں آگے چل کر آپ خدا کے عشق میں متوالے ہو کر فرماتے ہیں:-

ایک دم بھی کل نہیں پڑتی مجھے تیرے سوا
جاں گھٹی جاتی ہے جیسے دل گھٹے بیمار کا
شور کیسا ہے ترے کوچہ میں لے جلدی خبر
خوں نہ ہو جائے کسی دیوانہ مجنوں وار کا

(۶)

حق یہ ہے کہ زمین و آسمان کی ہر چیز کے حسن و جمال کا منبع صرف اور صرف خدا کی ذاتِ والاصفات ہے۔ وہی دنیا کی چیزوں کو جمال کی دلکشی عطا کرتا ہے اور وہی ہے جو ان کو جلال کی شان و شوکت سے زینت بخشتا ہے ایک میں سورج کی روشنی کی طرح آنکھوں کو خیرہ کرنے والی تیزی ہے جس کی حدت اور رعب کی وجہ سے کسی کی مجال نہیں کہ اس کی طرف آنکھ اٹھا کر دیکھ سکے۔ اور دوسرے میں چاند کی سی ٹھنڈک اور دلربائی ہے جو دیکھنے والے کو مسحور کر کے رکھ دیتی ہے۔ اور خدا کی باریک در باریک حکمت نے تقاضا کیا کہ اپنے رسولوں اور نبیوں میں بھی اسی جلال و جمال کا دور چلاتے۔ چنانچہ باوجود اس کے کہ حضرت موسیٰؑ اور حضرت عیسیٰؑ ایک ہی سلسلہ کے نبی تھے اور ایک ہی شریعت کے تابع تھے مگر دونوں کے زمانوں اور ان زمانوں کے الگ الگ حالات نے تقاضا کیا کہ حضرت موسیٰؑ کو نئی شریعت کے ساتھ جلالی شان میں بھجوایا جاتے اور حضرت عیسیٰؑ کو جمالی شان میں موسوی شریعت کی خدمت اور اشاعت کے لئے مبعوث کیا جاتے حضرت عیسیٰؑ نے اپنی اس تابع حیثیت کو خود بھی انجیل میں برملا طور پر تسلیم کیا ہے۔ چنانچہ فرماتے ہیں:-

"یہ نہ سمجھو کہ میں توراۃ یا نبیوں کی کتابوں کو منسوخ کرنے آیا ہوں منسوخ کرنے نہیں بلکہ پورا کرنے آیا ہوں کیونکہ میں تم سے سچ کہتا ہوں کہ جب تک آسمان اور زمین ٹل نہ جائیں (یعنی جب تک نئی روحانی زمین اور نیا روحانی آسمان پیدا نہ ہو جاتے جو محمد رسول اللہ صلعم اور قرآنی شریعت کے ذریعہ پیدا ہو گیا) ایک نقطہ یا ایک شوشہ توارات سے ہرگز نہ ٹلے گا جب تک سب کچھ پورا نہ ہو جائے۔"

(متی باب ۵ آیت ۱۷-۱۸)

جلال و جمال کا یہی لطیف دور محمدی سلسلہ میں بھی چلتا ہے۔ چنانچہ ہمارے آقا حضرت سرورِ کائنات خاتم النبیین صلے اللہ علیہ وسلم (فداہ نفسی) جلالی شان میں ظاہر ہوئے جن کے نور نے آسمانی بجلی کی چمک کی طرح دیکھتے ہی دیکھتے سارے عرب بلکہ اس وقت کی ساری معلوم دنیا کو اپنی ضیا پاش کرنوں سے اس طرح منور کر دیا کہ اقوام عالم کی آنکھیں خیرہ ہو کر رہ گئیں۔ مگر آپ کے خادم اور ظلِ کامل مسیح محمدی بانی سلسلہ احمدیہ نے پہلی رات کے چاند کی طرح اپنی ٹھنڈی ٹھنڈی کرنوں کے ساتھ طلوع کیا اور اب آہستہ آہستہ بدرِ کامل بنتے ہوئے دنیا کے کناروں تک دیکھنے والوں کی آنکھوں پر جادو کرتا چلا جا رہا ہے۔ الٰہی سلسلوں میں جلال و جمال کا نظام خدا تعالےٰ کی عجیب و غریب حکمت پر مبنی ہے۔ جب خدا نے کسی نئی شریعت کے نزول کے ذریعہ دنیا میں کوئی نیا نظام قائم کرنا ہوتا ہے تو اس وقت اس کی سنت یہ ہے کہ وہ کسی جلالی مصلح کو مبعوث فرماتا ہے جو اپنی پختہ تنظیم اور مضبوط نظم و نسق کے ذریعہ ایک نئی جماعت کی بنیاد رکھ کر اسے خدا کی نازل کردہ جدید شریعت پر قائم کر دیتا ہے جس کے لئے کسی نہ کسی رنگ میں حکومت کے نظام کی ضرورت ہوتی ہے۔ مگر جب کسی نئی شریعت کا نزول مقصود نہیں ہوتا بلکہ صرف سابقہ شریعت کی خدمت اور بگڑے ہوئے عقاید کی اصلاح اور قوم کی روحانی اور اخلاقی تربیت غرض و غایت ہوتی ہے تو ایسے وقت میں جمالی مصلح مبعوث کیا جاتا ہے جو محبت اور نصیحت اور فروتنی اور تربیت اور اصلاحی پروگرام کے ذریعہ اپنا کام کرتا ہے مگر بہرحال دعاؤں اور معجزات کا سلسلہ دونوں نظاموں میں یکساں جاری رہتا ہے۔ کیونکہ یہی دو چیزیں ہر روحانی نظام کی جان ہیں۔ حضرت موسیٰؑ جلالی شان کے ساتھ ظاہر ہوتے اور ان کے چودہ سو سال بعد خدائی پیشگوئی کے مطابق حضرت عیسیٰؑ نے جمالی شان کے ساتھ فروتنی کے لباس میں ظہور کیا۔ اسی طرح ہمارے آقا آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم (فداہ نفسی) جلالی شان کا جبہ زیب تن کئے ہوئے جاہ و حشمت کے ساتھ منظرِ عالم پر آئے اور آپ سے چودہ سو سال بعد آپ کی پیشگوئی کے مطابق آپ کے شاگرد اور خادم حضرت مسیح محمدی نے اپنے سفید جھنڈے کے ساتھ جمالی شان میں آسمانِ ہدایت سے نزول کیا۔ وتمت کلمۃ ربک صدقاً وعدلاً

(۷)

جیسا کہ میں ابھی بیان کر چکا ہوں حضرت مسیح موعود علیہ السلام جمالی مصلح تھے جو اسی طرح آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کی نیابت میں مبعوث کئے گئے جس طرح کہ اسرائیلی سلسلہ میں حضرت موسیٰؑ کے بعد حضرت عیسیٰؑ جمالی رنگ میں ظاہر ہوئے یہ درست ہے کہ جب کسی روحانی مصلح کو جمالی یا جلالی کہا جاتا ہے تو اس سے ہرگز یہ مراد نہیں ہوتی کہ اس کی ہر بات جمالی یا جلالی شان رکھتی ہے بلکہ اس کی طبیعت اور اس کے طریقِ کار کے غالب رجحان کی وجہ سے اسے جمالی یا جلالی کا نام دیا جاتا ہے ورنہ حق یہ ہے کہ ظلّ اللہ یعنی خدا کے نائب ہونے کی حیثیت میں ہر روحانی مصلح میں ایک حد تک جلالی اور جمالی دونو شانیں پائی جاتی ہیں مگر جس مصلح میں خدائی مشیت اور زمانہ کے تقاضے کے ماتحت جلالی شان کا غلبہ ہو اسے اصطلاحی طور پر جلالی مصلح قرار دیا جاتا ہے۔ اور ایسے مصلح عموماً نئی شریعت کے قیام یا کسی زبردست نئی تنظیم کے استحکام کے لئے آتے ہیں۔ دوسری طرف جس روحانی مصلح میں جمالی شان کا غلبہ ہوتا ہے اسے جمالی مصلح کا نام دیا جاتا ہے۔ گو جیسا کہ میں نے بیان کیا ہے ظلّ اللہ یا کامل عبد ہونے کی وجہ سے اس میں بھی کبھی کبھی جلالی شان کی جھلک پیدا ہو جاتی ہے مگر اس کے مقام کا مرکزی نقطہ بہرحال جمالی رہتا ہے۔ جلالی اور جمالی شانوں کا یہ لطیف دور ایک حد تک خلفاء کے سلسلہ میں بھی چلتا ہے۔ چنانچہ حضرت ابوبکرؓ جمالی شان رکھتے تھے مگر حضرت عمرؓ جلالی شان کے ساتھ ظاہر ہوئے۔ اسی طرح سلسلہ احمدیہ کے پہلے خلیفہ حضرت مولوی نورالدین صاحبؓ جمالی خلیفہ تھے۔ مگر جیسا کہ مصلح موعود والی پیشگوئی میں مذکور ہے حضرت خلیفۃ المسیح الثانی "جلال الٰہی کے ظہور کا موجب" قرار دئے گئے۔ جلال اور جمال کے اس دور میں بڑی گہری حکمتیں ہیں جن کے بیان کرنے کی اس جگہ ضرورت نہیں۔

بہرحال چونکہ حضرت مسیح موعودؑ بانی سلسلہ احمدیہ مسیح ناصری کی طرح جمالی شان کے مصلح تھے اس لئے آپ کے تمام کاموں میں جمالی شان کا غلبہ نظر آتا ہے اور یوں محسوس ہوتا ہے کہ شفقت و محبت اور پند و نصیحت اور عفو و کرم کے اس پیکر نے رسولِ پاک صلے اللہ علیہ وسلم کے احمد نام کی ظلیت میں جنم لیا ہے حضرت مسیح موعودؑ نے دنیا میں شادی بھی کی اور خدا نے آپ کو اولاد سے بھی نوازا۔ اور آپ کو مخلص دوست بھی عطا کئے گئے اور دشمنی کرنے والوں نے بھی اپنی دشمنی کو انتہا تک پہنچا دیا اور ہر رنگ میں آپ کو نقصان پہنچانے کی کوشش کی۔ اور آپ کے خلاف طرح طرح کی سازشیں کی گئیں اور جھوٹے مقدمات کھڑے کئے گئے اور حکومت کو آپ کے متعلق بدظن کرنے کی تدبیریں بھی کی گئیں۔ اور آپ کے ماننے والوں کو انتہائی تکالیف کا نشانہ بھی بنایا گیا مگر آپ نے نہ صرف اپنے عزیزوں اور دوستوں اور ہمسایوں کے لئے اور نہ صرف حکومت کے لئے جس کے آپ اسلامی تعلیم کے مطابق کامل طور پر وفادار تھے بلکہ اپنے جانی دشمنوں کیلئے بھی اپنی فطری رحمت کا ثبوت دیا اور اپنی جمالی شان کا ایسے رنگ میں مظاہرہ کیا جس کی

مثال نہیں ملتی۔

میں نے اپنی ایک گذشتہ سال کی تقریر میں بیان کیا تھا کہ کس طرح کابل کے سابق حکمران امیر حبیب اللہ خان نے اپنے ملک کے ایک بہت بڑے رئیس اور پاک فطرت نیک بزرگ کو جنہوں نے اس کی تاج پوشی کی رسم ادا کی تھی حضرت مسیح موعودؑ کو قبول کرنے پر زمین میں گاڑ کر بڑی بے رحمی سے سنگسار کرا دیا تھا اور اس عاشقِ مسیح کی روح آخر تک یہی پکارتی رہی کہ جس صداقت کو میں نے خدا کی طرف سے حق سمجھ کر پہچان لیا ہے اسے دنیا کی ادنیٰ زندگی کی خاطر کبھی نہیں چھوڑ سکتا۔ جب صاحبزادہ سید عبد اللطیف صاحب شہیدؓ کے قتل کا حکم دینے والا امیر حبیب اللہ خاں اس واقعہ کے بعد انگریزی حکومت کا مہمان بن کر ہندوستان آیا تو اخباروں میں یہ خبر چھپی کہ بعض اوقات امیر حبیب اللہ خاں بوٹ پہنے ہوئے مسجد کے اندر چلا گیا۔ اور اسی حالت میں نماز ادا کی۔ اس پر بعض اخباروں میں اعتراض اٹھایا گیا کہ امیر کی یہ حرکت غیر اسلامی ہے اور آدابِ مسجد کے خلاف ہے اور کسی احمدی نے یہ خبر حضرت مسیح موعود کو بھی جا سنائی کہ امیر حبیب اللہ خاں نے مسجد کی ہتک کی ہے۔ اور جوتے پہن کر اندر چلا گیا ہے اور جوتوں میں ہی نماز ادا کی ہے۔ اس پر حضرت مسیح موعودؑ نے اعتراض کرنے والے کو فوراً ٹوک کر فرمایا کہ :-

"اس معاملہ میں امیر حق پر تھا کیونکہ جوتے پہنے ہوئے نماز پڑھنا جائز ہے"

(اخبار بدر ۱۱ر اپریل ۱۹۰۷ء)

سنانے والے نے تو یہ خبر اس لئے سنائی ہوگی کہ چونکہ امیر حبیب اللہ خاں احمدیت کا دشمن ہے اور اس نے ایک برگزیدہ اور پاکباز احمدی بزرگ صاحبزادہ سید عبد اللطیف صاحبؓ کو محض احمدیت کی وجہ سے انتہائی ظلم کے طریق پر سنگسار کرایا ہے اس لئے غالباً حضرت مسیح موعود علیہ السلام اس کی دشمنی اور عداوت کی وجہ سے اس کا ذکر آنے پر اس کے متعلق ناراضگی کا اظہار فرمائیں گے مگر اس پیکرِ انصاف وصداقت نے جو اپنے جانی دشمنوں کے لئے بھی حق وانصاف کا پیغام لے کر آیا تھا سنتے ہی فرمایا کہ :-

یہ اعتراض غلط ہے اس میں امیر کی کوئی غلطی نہیں کیونکہ جوتے پہن کر مسجد میں جانا جائز ہے

یہ اس وسیع رحمت کا ثبوت ہے جو حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے پاک دل میں دوستوں اور دشمنوں اور اپنوں اور بیگانوں اور چھوٹوں اور بڑوں سب کے لئے خالقِ فطرت کی طرف سے یکساں ودیعت کی گئی تھی۔

۹

حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے وسیع عفو و رحمت کا ایک اور دلچسپ واقعہ بھی مجھے اس جگہ یاد آ گیا۔ شیخ یعقوب علی صاحب عرفانیؓ جو حضرت مسیح موعودؑ کے مشہور وقائع نگار تھے اپنی تصنیف "حیاتِ احمد" میں بیان کرتے ہیں کہ ایک دفعہ جبکہ حضرت مسیح موعودؑ لاہور میں قیام فرما تھے اور ایک مقامی مسجد میں فریضہ نماز ادا کر کے اپنی فرودگاہ کی طرف واپس تشریف لے جا رہے تھے ایک قوی ہیکل شخص نے جو ان ایام میں مہدی ہونے کا مدعی تھا اور محمد رسول اللہ کی بجائے مہدی رسول اللہ کا کلمہ پڑھتا تھا۔ پیچھے کی طرف سے آکر حضرت مسیح موعود پر اچانک حملہ کر دیا اور حضورؑ کو زور کے ساتھ اٹھا کر زمین پر دے مارنے کی کوشش کی یہ بدبخت حضورؑ کو گرا تو نہ سکا مگر (میں نے دوسرے طریق سے سنا ہوا ہے کہ) اس کے اچانک حملہ سے حضور کچھ ڈگمگا گئے اور حضور کا عمامہ مبارک گرتے گرتے بچا۔ اس پر سیالکوٹ کے ایک مخلص دوست سید امیر علی شاہ صاحب نے فوراً لپک کر اس شخص کو پکڑ لیا اور اسے دھکا دے کر الگ کرتے ہوئے ارادہ کیا کہ اسے اس گستاخی اور قانون شکنی اور مجرمانہ حملہ کی سزا دیں۔ جب حضرت مسیح موعودؑ نے دیکھا کہ سید امیر علی شاہ صاحب اسے مارنے لگے ہیں تو حضور نے بڑی نرمی کے ساتھ مسکراتے ہوئے فرمایا :-

"شاہ صاحب! جانے دیں اور اسے کچھ نہ کہیں۔ یہ بے چارہ سمجھتا ہے کہ ہم نے اس کا (مہدی والا) عہدہ سنبھال لیا ہے"

(حیاتِ احمد مصنفہ عرفانی صاحب جلد سوم صفحہ ۲۱)

شیخ یعقوب علی صاحب عرفانیؓ بیان کرتے ہیں کہ اس کے بعد جب تک حضرت مسیح موعودؑ اپنی قیام گاہ تک نہیں پہونچ گئے حضور بار بار پیچھے کی طرف منہ کر کے دیکھتے جاتے تھے تا اگر کوئی شخص غصہ میں آکر اسے مار نہ بیٹھے اور تاکید فرماتے جاتے تھے کہ اسے کچھ نہ کہا جائے۔ یہ وہی وسیع عفو و رحمت اور خاص جمالی شان ہے جس کے متعلق حضرت مسیح موعودؑ اپنے ایک شعر میں فرماتے ہیں کہ :-

گالیاں سن کے دعا دیتا ہوں ان لوگوں کو
رحم ہے جوش میں اور غیظ گھٹایا ہم نے

لیکن خدائے غیور کی غیرت کا نظارہ دیکھو کہ حضرت مسیح موعودؑ نے تو اس وحشیانہ حملہ کرنے والے کو معاف کر دیا اور اس کے ساتھ عفو و رحمت کا سلوک فرمایا مگر خدا نے اپنے محبوب مسیح کا انتقام لے لیا اور انتقام بھی ایسے رنگ میں لیا جو اسی کے شایانِ شان ہے چنانچہ عرفانی صاحب بیان کرتے ہیں کہ اس واقعہ کے بعد اس حملہ کرنے والے شخص کا حقیقی بھائی جس کا نام پیغمبر اسنگھ تھا احمدی ہو گیا۔ اور اخلاص میں اتنا ترقی کر گیا کہ اس نے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی خدمت میں حاضر ہو کر نہ صرف اپنے بھائی کی طرف سے معافی مانگی بلکہ اسی شہر لاہور کی ایک مجلس میں جہاں اس کے بھائی نے خدا کے مقدس مامور کی گستاخی کی تھی حضورؑ پر محبت اور عقیدت کے ساتھ پھول برسائے۔

اس شخص نے اپنا نام پیغمبر اسنگھ اس لئے رکھا ہوا تھا کہ احمدی ہونے سے پہلے اس کا دعوے تھا کہ وہ سکھوں کا گورو باوا نانک کا اوتار ہے۔ مگر جب اللہ تعالےٰ نے اس پر حقیقت کھول دی تو اس نے حضرت مسیح موعودؑ کی خدمت میں حاضر ہو کر حضورؑ کے قدموں میں اپنے دل کی راحت پائی۔ (حیاتِ احمد جلد سوم صفحہ ۲۱) یہ پیغمبر اسنگھ ایک بھاری بھر کم جسم کا انسان تھا۔ اور احمدی ہونے کے بعد حضرت مسیح موعود کے ساتھ بڑا اخلاص رکھتا تھا۔ اور اکثر اوقات حضور کی محبت اور تعریف میں شعر گاتا پھرتا تھا۔ اور کبھی کبھی تبلیغ کی غرض سے حضرت باوا نانک کے چولے کی طرح کا ایک چولہ بنا کر پہنا کرتا تھا۔ یہ اسی قسم کا عجیب خدائی انتقام ہے جیسا کہ خدا نے آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے جانی دشمن ابوجہل سے لیا تھا کہ اس کی موت کے بعد اس کا بیٹا عکرمہ آنحضرت کی غلامی میں داخل ہو گیا اور اسلام کی بھاری خدمات سرانجام دیتا ہوا شہید ہوا۔ احمدیت میں خدا کے فضل سے ایسی مثالیں سینکڑوں بلکہ ہزاروں ہیں کہ باپ مخالف تھا مگر بیٹے کو احمدیت کا عاشقِ زار بننے کی سعادت نصیب ہوئی۔ حضرت مسیح موعودؑ نے تمثیلی رنگ میں کیا خوب فرمایا ہے کہ :-

"گہ بصلحت کشند و گاہ بجنگ"

(براہین احمدیہ حصہ دوم صفحہ ۱۳۰)

"یعنی کبھی تو لوگ تجھے صلح کے ذریعہ شکار کرتے ہیں اور کبھی جنگ کے طریق پر مارتے ہیں"

۱۰

اسی قسم کی شفقت و رحمت کا ایک واقعہ قادیان کے ایک آریہ لالہ ملاوا مل صاحب کے ساتھ بھی پیش آیا۔ لالہ صاحب نوجوانی کے زمانہ سے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی خدمت میں حاضر ہوا کرتے تھے مگر اپنے مذہبی اور قومی تعصب میں اتنے بڑھے ہوئے تھے کہ حضرت مسیح موعودؑ نے انہیں کئی مرتبہ ان خدا داد نشانوں کی گواہی کے لئے بلایا جو ان کی آنکھوں کے سامنے گذرے تھے۔ اور وہ ان کے چشم دید اور گوش شنید گواہ تھے مگر وہ ہمیشہ مذہبی تعصب کی وجہ سے شہادت دینے سے گریز کرتے رہے ایک دفعہ یہی لالہ ملاوا مل صاحب دق کے مرض میں مبتلا ہو گئے اور حالت بالکل مایوسی اور ناامیدی کی ہو گئی۔ اس پر وہ ایک دن بے چین ہو کر حضرت مسیح موعودؑ کی خدمت میں حاضر ہوتے اور اپنی حالت بتا کر بہت روئے اور باوجود مخالف ہونے کے اس اثر کی وجہ سے جو حضرت مسیح موعودؑ کی نیکی کے متعلق ان کے دل میں تھا حضور سے عاجزی کے ساتھ دعا کی درخواست کی۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کو ان کی یہ حالت دیکھ کر رحم آگیا اور آپؑ کا دل بھر آیا۔ اور آپؑ نے ان کے لئے خاص توجہ سے دعا فرمائی جس پر آپؑ کو خدا کی طرف سے الہام ہوا کہ

یَا نَارُ کُوْنِیْ بَرْدًا وَّسَلَامًا

"یعنی اے بیماری کی آگ تو اس نوجوان پر ٹھنڈی ہو جا اور اس کے لئے حفاظت اور سلامتی کا موجب بن جا"

(حقیقۃ الوحی نشان عنسلا صفحہ ۲۶۵)

چنانچہ اس کے بعد لالہ ملاوا مل صاحب بہت جلد اس خطرناک مرض سے جو ان ایام میں گویا موت کا پیغام سمجھی جاتی تھی شفایاب ہو گئے اور نہ صرف شفایاب ہو گئے بلکہ

تو سال کے قریب عمر پائی اور ملکی تقسیم کے کافی عرصہ بعد قادیان میں فوت ہوئے۔ اور باوجود اس کے کہ وہ آخر دم تک مذہباً کٹر آریہ رہے ان کی طبیعت پر حضرت مسیح موعودؑ کی نیکی اور تقویٰ اور آپؑ کی خداداد روحانی قوتوں کا گہرا اثر تھا۔

(۱۱)

میں حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے ذریعہ خدائی رحمت کے چھینٹے گرنے کا ذکر کر رہا تھا یہ چھینٹا بلا امتیاز دوست و دشمن سب لوگوں اور سب قوموں اور سب طبقوں پر علی قدرِ مراتب گرتا تھا۔ گو طبعاً یہ چھینٹا دوستوں پر زیادہ گرتا تھا۔ لیکن دوسروں کے لئے بلکہ دشمنوں تک کے لئے بھی گاہے گاہے **نشانِ رحمت** کے طور پر گرتا رہتا تھا۔ ایک آریہ مخالف کے لئے تو اس رحمت کے چھینٹے کا ذکر اوپر گذر چکا ہے اب کابل سے آئی ہوئی ایک غریب مہاجرہ احمدی عورت کا بھی ذکر سن لو جس نے غیر معمولی حالات میں حضرت مسیح موعودؑ کے دمِ عیسوی سے شفا پائی۔ مسماۃ امۃ اللہ بی بی سکنہ علاقہ خوست مملکتِ کابل نے مجھ سے بیان کیا کہ جب وہ شروع شروع میں اپنے والد اور چچا سید صاحب نور اور سید احمد نور کے ساتھ قادیان آئی تو اس وقت اس کی عمر بہت چھوٹی تھی اور اس کے والدین اور چچا چچی حضرت سید عبد اللطیف صاحب شہیدؓ کی شہادت کے بعد قادیان چلے آئے تھے مسماۃ امۃ اللہ کو بچپن میں آشوبِ چشم کی شکایت ہو جاتی تھی۔ اور آنکھوں کی تکلیف اس قدر بڑھ جاتی تھی کہ انتہائی درد اور سرخی کی شدت کی وجہ سے وہ آنکھ کھولنے تک کی طاقت نہیں رکھتی تھی۔ اس کے والدین نے اس کا بہت علاج کرایا مگر کچھ افاقہ نہ ہوا اور تکلیف بڑھتی گئی۔ ایک دن جب اس کی والدہ اسے پکڑ کر اس کی آنکھوں میں دوائی ڈالنے لگی تو وہ ڈر کر یہ کہتے ہوتے بھاگ گئی کہ میں تو حضرت صاحب سے دم کراؤں گی۔ چنانچہ وہ بیان کرتی ہے کہ میں گرتی پڑتی حضرت مسیح موعودؑ کے گھر پہنچ گئی اور حضورؑ کے سامنے جا کر روتے ہوئے عرض کیا کہ میری آنکھوں میں سخت تکلیف ہے اور درد اور سرخی کی شدت کی وجہ سے میں بہت بے چین رہتی ہوں اور اپنی آنکھیں تک کھول نہیں سکتی آپ میری آنکھوں پر دم کر دیں۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے دیکھا تو میری آنکھیں واقعی خطرناک طور پر اُبلی ہوئی تھیں اور میں درد سے بے چین ہو کر کراہ رہی تھی حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے اپنی انگلی پر اپنا تھوڑا سا لعابِ دہن لگایا اور ایک لمحہ کے لئے رک کر (جس میں شاید حضورؑ دل میں دعا فرما رہے ہوں گے) بڑی شفقت اور محبت کے ساتھ اپنی یہ انگلی میری آنکھوں پر آہستہ آہستہ پھیر دی اور پھر میرے سر پر ہاتھ رکھ کر فرمایا

"بچی جاؤ اب خدا کے فضل سے تمہیں یہ تکلیف پھر کبھی نہیں ہو گی"

(روایت مسماۃ امۃ اللہ بی بی مہاجرہ علاقہ خوست)

مسماۃ امۃ اللہ بی بی بیان کرتی ہے کہ اس کے بعد آج تک جب کہ میں ستر سال کی بوڑھی ہو چکی ہوں کبھی ایک دفعہ بھی میری آنکھیں دکھنے نہیں آئیں۔ اور حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے دم کی برکت سے میں اس تکلیف سے ہمیشہ بالکل محفوظ رہی ہوں۔ حالانکہ اس سے پہلے میری آنکھیں اکثر دکھتی رہتی تھیں اور میں بہت تکلیف اٹھاتی تھی۔ وہ بیان کرتی ہیں کہ جب حضرت مسیح موعودؑ نے اپنا لعابِ دہن لگا کر میری آنکھوں پر دم کرتے ہوئے اپنی انگلی پھیری تو اس وقت میری عمر صرف دس سال کی تھی گویا ساٹھ سال کے طویل عرصہ میں حضرت مسیح موعودؑ کے اس رُوحانی تعویذ نے وہ کام کیا جو اس وقت تک کوئی دوائی نہیں کر سکی تھی۔

دوستوں کو یاد رکھنا چاہیئے کہ دم کرنے کا طریق دراصل دُعا ہی کی ایک قسم ہے جس میں قولی دعا کے ساتھ دعا کرنے والے شخص کی آنکھوں کی توجہ اور اس کے لمس کی برکت بھی شامل ہو جاتی ہے اور یہ وہی طریقۂ علاج ہے جو آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کی بعض حدیثوں میں بھی مذکور ہے اور جس کے ذریعہ حضرت عیسیٰ بھی بعض اوقات اپنے مریضوں کا علاج کیا کرتے تھے۔ چنانچہ کسی شاعر نے آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم (فداہ نفسی) کی تعریف میں کیا خوب کہا ہے کہ :-

حسنِ یوسف دمِ عیسےٰ ید بیضا داری
آنچہ خوباں ہمہ دارند تو تنہا داری

"یعنی تو یوسف جیسے بے مثال حسن کا مالک ہے اور تو مریضوں کو اچھا کرنے میں عیسےٰ کے دمِ شفا کی غیر معمولی تاثیر بھی رکھتا ہے اور تجھے موسےٰ کی طرح وہ چمکتا ہوا ہاتھ بھی حاصل ہے جس نے فرعون اور اس کے ساحروں کی نظروں کو خیرہ کر دیا تھا۔ پس لاریب تیرے اندر وہ ساری خوبیاں جمع ہیں جو دنیا کے کسی انسان کو کسی زمانہ میں حاصل ہوئی ہیں۔"

دم کے طریقہ علاج کے متعلق یہ بات بھی ذکر کرنی ضروری ہے اور دوستوں کو یاد رکھنی چاہیئے کہ گو یہ طریقۂ علاج آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم اور حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے گاہے گاہے کے عمل سے ثابت ہے مگر اسے کثرت کے ساتھ اختیار کرنا اور گویا جنتر منتر بنا لینا ہرگز درست نہیں کیونکہ بے احتیاطی کے نتیجہ میں اس سے بہت سی بدعتوں کا رستہ کھل سکتا ہے بہتر یہی ہے کہ جیسا کہ قرآن مجید نے فرمایا ہے دُعا کا معروف طریق اختیار کیا جائے۔ اور اگر کسی وقت دم کے طریقۂ علاج کی ضرورت سمجھی جائے یا اس کی طرف زیادہ رغبت پیدا ہو تو ضروری ہے کہ کسی نیک اور متقی اور روحانی بزرگ سے دم کرایا جائے۔ ورنہ جیسا کہ حضرت مسیح موعودؑ نے فرمایا ہے اندیشہ ہو سکتا ہے کہ برکت کی بجائے بے برکتی کا دروازہ کھل جائے۔

(۱۲)

ابھی ابھی حضرت مسیح موعودؑ کی دعا سے ایک بدحال مریضہ کے شفا پانے کا ذکر کیا گیا ہے۔ حضورؑ کی زندگی میں ایسی معجزانہ شفایابی کی مثالیں ایک دو نہیں دس بیس نہیں بلکہ حقیقۃً بے شمار ہیں۔ جن میں سے بعض حضورؑ نے مثال کے طور پر اپنی کتاب حقیقۃ الوحی میں بیان فرمائی ہیں اور بعض لوگوں کے سینوں اور تحریری دستاویزات میں محفوظ ہیں ان میں سے اس جگہ میں صرف ایک بات نمونہ کے طور پر بیان کرتا ہوں۔

جماعت کے اکثر دوست ہمارے چھوٹے ماموں حضرت میر محمد اسحٰق صاحبؓ کو جانتے ہیں انہوں نے حضرت خلیفہ اوّل مولوی نورالدین صاحبؓ سے اور بعض دوسرے احمدی علماء سے علم حاصل کیا اور پھر اپنی فطری ذہانت اور مشق اور ذوق و شوق کے نتیجہ میں جماعت کے چوٹی کے علماء میں داخل ہو گئے۔ ان کا درسِ قرآن مجید اور درسِ حدیث سننے سے تعلق رکھتا تھا اور مناظرے کے فن میں تو انہیں ایسا یدِ طولیٰ حاصل تھا کہ بڑے بڑے جبہ پوش مولوی اور عیسائی پادری اور آریہ پنڈت ان کے سامنے بحث کے وقت طفلِ مکتب نظر آتے تھے۔

ابھی میر اسحٰق صاحب کے بچپن کا ایک واقعہ ہے کہ ایک دفعہ وہ سخت بیمار ہو گئے اور حالت بہت تشویشناک ہو گئی۔ اور ڈاکٹروں نے مایوسی کا اظہار کیا حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے ان کے متعلق دعا فرمائی تو الہام ہوا کہ

سَلَامٌ قَوْلًا مِّنْ رَّبٍّ رَّحِیْمٍ

(بدر ۱۱ رمئی و الحکم ۱۷ رمئی ۱۹۰۵ء)

"یعنی تیری دعا قبول ہوئی اور خدائے رحیم و کریم اس بچے کے متعلق تجھے سلامتی کی بشارت دیتا ہے۔"

چنانچہ اس کے جلد بعد حضرت میر محمد اسحٰق صاحبؓ بالکل توقع کے خلاف صحتیاب ہو گئے۔ اور خدا نے اپنے مسیح کے دم سے انہیں شفا عطا فرمائی۔ اور اس کے بعد وہ چالیس سال مزید زندہ رہ کر اور اسلام اور احمدیت کی شاندار خدمات بجا لا کر اور ملک و ملت میں بہت سی نیکیوں کا بیج بو کر قریباً پچپن سال کی عمر میں خدا کو پیارے ہوتے

وَكُلُّ مَنْ عَلَيْهَا فَانٍ ۝ وَّيَبْقٰى وَجْهُ رَبِّكَ ذُو الْجَلٰلِ وَالْاِكْرَامِ ۝

مگر اس واقعہ کے تعلق میں ایک بہت عجیب بلکہ بے حد عجیب و غریب اور نہایت درجہ لطیف خدائی کرشمہ یہ ظاہر ہوا کہ جب چالیس سال کے بعد حضرت میر صاحب کی اجلِ مسمّٰی کا وقت آگیا اور خدائی حکم کے ماتحت آسمان کے فرشتوں نے ان کا نام پکارا تو اس وقت یہ عاجز ان کے پاس ہی کھڑا تھا اور وہ قریباً نیم بیہوشی کی حالت میں بستر پر پڑے تھے۔ اور حافظ محمد رمضان صاحب مسنون طریق پر ان کے قریب بیٹھے ہوئے سورۃ یٰسین سنا رہے تھے تو عین اس وقت جب کہ حافظ صاحب قرآن مجید کی اس آیت پر پہنچے جو حضرت میر صاحبؓ کے بچپن کے زمانہ میں ان کے متعلق حضرت مسیح موعودؑ کو القاء ہوئی تھی یعنی سَلَامٌ قَوْلًا مِّنْ رَّبٍّ رَّحِیْمٍ ۝ تو حضرت میر صاحب نے آخری سانس لیا اور خدا تعالےٰ کے حضور حاضر ہو گئے۔ گویا بچپن میں اس خدائی رحمت کے پیغام نے ان کے لئے دنیا کی زندگی کا دروازہ کھولا اور چالیس سال بعد بڑھاپے میں انہی قرآنی الفاظ میں خدا کے فرشتوں نے انہیں اُخروی زندگی کے دروازے پر کھڑے ہو کر آواز دی۔ بچپن کی بیماری میں حضرت مسیح موعودؑ کے اس الہام نے ان کے لئے جسمانی صحت کا پیغام دیا اور زندگی کی آخری بیماری میں فرشتوں نے انہیں انہی الفاظ میں جنت کے دروازے پر کھڑے ہو کر اهلاً و سهلاً کہا۔ یقیناً یہ کوئی اتفاقی بات نہیں بلکہ قدرت و رحمت کا عجیب و غریب کرشمہ ہے جو خدا نے اپنے اس نیک اور مجاہد بندے کے لئے ظاہر فرمایا کہ شروع میں انہی الفاظ میں اسے بیماری کی حالت میں دنیوی زندگی کی بشارت دی اور پھر چالیس سال بعد انہی الفاظ کے ذریعہ اس کے لئے اُخروی نعمتوں کا دروازہ کھول دیا

دوست غور کریں کہ ہمارے علیم و خبیر خدا کا علم کتنا وسیع اور اس کی قدرت کتنی عجیب و غریب ہے کہ بجلی کے بٹن کی طرح ایک ہی سوئچ ایک وقت میں دنیا کی نعمتوں کا نظارہ دکھاتی ہے اور دوسرے وقت میں وہی سوئچ پردہ اٹھا کر جنت الفردوس کا نظارہ پیش کر دیتی ہے۔ اور یہ دونوں نظارے حضرت میر صاحبؓ کے بیٹے خدا کی غیر معمولی رحمت اور حضرت مسیح موعودؑ کی غیر معمولی جمالی شان سے معمور ہیں۔ اللّٰھم صلّ علیٰ محمّدٍ وّعلیٰ اٰل محمّدٍ وّبارک وسلّم

۱۳

اب میں ایک چھوٹا سا واقعہ بیان کرتا ہوں جس سے ثابت ہوتا ہے کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا اپنے رشتہ داروں بلکہ مخالف رشتہ داروں تک کے ساتھ کیسا رحیمانہ اور مشفقانہ سلوک تھا۔ دراصل چھوٹے چھوٹے گھریلو واقعات ہی زیادہ تر انسان کے اخلاق کا صحیح اندازہ کرنے کے لئے بہترین معیار ہوتے ہیں۔ کیونکہ ان میں کسی قسم کے تکلف کا پہلو نہیں ہوتا اور انسان کی اصل فطرت بالکل عریاں ہو کر سامنے آجاتی ہے۔ واقعہ یہ ہے کہ ایک حضرت مسیح موعود علیہ السلام حضرت اماں جان رضی اللہ عنہا کے ساتھ اپنے نئے بنے ہوتے حجرے میں اکیلے کھڑے باتیں کر رہے تھے کہ اس وقت میں بھی اپنی بچپن کی عمر میں کسی لڑکے کے ساتھ کھیلتا ہوا اس حجرے میں پہنچ گیا اور چونکہ اس کمرے کی باہر کی کھڑکی کھلی تھی اور اس کھڑکی میں سے ہمارے چچا یعنی حضرت مسیح موعودؑ کے چچا زاد بھائی مرزا نظام الدین صاحب کا مکان نظر آ رہا تھا۔ میں نے کسی بات کے تعلق میں اپنے ساتھ والے لڑکے سے کہا کہ "دیکھو وہ نظام الدین کا مکان ہے"۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے میرے یہ الفاظ کسی طرح سن لئے اور جھٹ پٹ کر مجھے نصیحت کے رنگ میں ٹوک کر فرمایا کہ :-

"میاں آخر وہ تمہارا چچا ہے۔ اس طرح نام نہیں لیا کرتے"

(سیرت المہدی روایت نمبر ۳۷)

جیسا کہ میں دوسری جگہ بیان کر چکا ہوں مرزا نظام الدین صاحب ہمارے چچا ہونے کے باوجود حضرت مسیح موعودؑ کے اشد ترین مخالف بلکہ معاند تھے اور اس مخالفت کی وجہ سے ان کا ہمارے ساتھ کسی قسم کا تعلق اور راہ و رسم نہیں تھا۔ اور اسی بے تعلقی کے نتیجہ میں میرے منہ سے بچپن کی بے احتیاطی میں یہ الفاظ نکل گئے۔ مگر حضرت مسیح موعود کے اخلاق فاضلہ کا یہ عالم تھا کہ آپؑ نے مجھے فوراً ٹوکا اور تربیت کے خیال سے نصیحت فرمائی کہ اپنے چچا کا نام اس طرح نہیں لیا کرتے۔ اور آج تک میرے دل میں حضورؑ کی یہ نصیحت ایک آہنی میخ کی طرح پیوست ہے اور اس کے بعد میں نے کبھی اپنے کسی بزرگ کا نام تو درکنار کسی خورد کا نام بھی ایسے رنگ میں نہیں لیا جس میں کسی نوع کی تحقیر کا شائبہ پایا جائے۔ ہمارے دوستوں کو چاہیئے کہ اپنے بچوں اور بچیوں کے حالات اور اقوال کا بڑی توجہ کے ساتھ جائزہ لیتے رہیں۔ اور جہاں بھی وہ دیکھیں کہ ان کے اخلاق و عادات میں کوئی بات اسلام اور احمدیت کی تعلیم یا آداب کے خلاف ہے اس پر فوراً نوٹس لے کر اس کی اصلاح کر دیں کیونکہ بچپن کی اصلاح بڑا وسیع اثر رکھتی ہے۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام اکثر فرمایا کرتے تھے کہ "الطریقۃ کلھا ادب" یعنی دین کا رستہ تمام کا تمام ادب اور تادیب کے میدان میں سے ہو کر گذرتا ہے۔ کاش! ہر احمدی باپ اور ہر احمدی ماں اس سنہری نصیحت کو حرز جان بنالے

۱۴

اس تعلق میں ایک اور واقعہ بھی یاد آ گیا۔ ایک دفعہ حضرت مسیح موعودؑ کو یہ اطلاع ملی کہ یہی مرزا نظام الدین صاحب جو حضرت مسیح موعودؑ کے اشد ترین مخالف تھے بیمار ہیں۔ اس پر حضورؑ ان کی عیادت کے لئے بلا توقف ان کے گھر تشریف لے گئے۔ اس وقت ان پر بیماری کا اتنا شدید حملہ تھا کہ ان کا دماغ بھی اس سے متاثر ہو گیا تھا۔ آپؑ نے ان کے مکان پر جا کر ان کے لئے مناسب علاج تجویز فرمایا جس سے وہ خدا کے فضل سے صحتیاب ہو گئے۔ ہماری اماں جان حضرت ام المومنین رضی اللہ عنہا بیان فرماتی تھیں کہ باوجود اس کے کہ مرزا نظام الدین صاحب حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے سخت مخالف بلکہ معاند تھے آپ ان کی تکلیف کی اطلاع پا کر فوراً ہی ان کے گھر تشریف لے گئے اور ان کا علاج کیا اور ان سے ہمدردی فرمائی۔

(سیرت المہدی حصہ سوم روایت ۵۱۱)

یہ وہی مرزا نظام الدین صاحب ہیں جنہوں نے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے خلاف بعض جھوٹے مقدمات کھڑے کئے اور اپنی مخالفت کو یہاں تک پہنچا دیا کہ حضرت مسیح موعودؑ اور حضورؑ کے دوستوں اور ہمسایوں کو دکھ دینے کے لئے حضورؑ کی مسجد یعنی خدا کے گھر کا رستہ بند کر دیا اور بعض غریب احمدیوں کو ایسی ذلت آمیز اذیتیں پہنچائیں کہ جن کے ذکر تک سے انسان کی طبیعت حجاب محسوس کرتی ہے (سیرت المہدی حصہ اول روایت ۱۴۰) مگر حضورؑ کی رحمت اور شفقت کا یہ عالم تھا کہ مرزا نظام الدین جیسے معاند کی بیماری کا علم پا کر بھی حضورؑ کی طبیعت بے چین ہو گئی۔

اس واقعہ سے حضورؑ کے اس قول کی شاندار عملی تصدیق ہوتی ہے جسے میں نے گذشتہ سال کی تقریر میں بیان کیا تھا جس میں حضورؑ فرماتے ہیں کہ ہمارا کوئی دشمن سے دشمن انسان بھی ایسا نہیں جس کے لئے ہم نے کم از کم دو تین دفعہ دعا نہ کی ہو۔ (ملفوظات جلد سوم صفحہ ۹۶ و صفحہ ۹۷) اللہ اللہ! کیا دل تھا اور اس دل نے خدائی رحمت کے وسیع سمندر سے کتنا حصہ پایا تھا!! کاش جماعت احمدیہ کے مرد اور عورتیں اور بچے اور بوڑھے اور خواندہ اور ناخواندہ خدا کی طرف سے اسی قسم کی رحمت کا ورثہ پائیں تاکہ وہ اس جمالی شان کا آئینہ بن جائیں جو آسمان کے خالق و مالک کی طرف سے حضرت مسیح موعودؑ کو عطا کی گئی تھی۔ آمین یا ارحم الراحمین

۱۵

حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی غیر معمولی جمالی صفات اور آپؑ کے بے مثال حسن و احسان کے باوجود خدا کی سنت کے مطابق دنیا کی ہر قوم نے حضرت مسیح موعودؑ کی انتہائی مخالفت کی اور کوئی دقیقہ آپؑ کو تکلیف پہنچانے اور ناکام رکھنے کا اٹھا نہیں رکھا اور ہر رنگ میں اپنے دروازے آپؑ پر بند کر دئے۔ میں اس تعلق میں ایک چھوٹا سا دلچسپ واقعہ بیان کرتا ہوں۔ ۱۹۰۵ء کی بات ہے کہ حضرت مسیح موعودؑ دہلی تشریف لے گئے جو آپؑ کی زوجہ مطہرہ یعنی ہماری اماں جان رضی اللہ عنہا کا مولد و مسکن تھا۔ مگر یہ ایک عجیب اتفاق ہے کہ وہاں جانے سے پہلے حضورؑ نے ایک رؤیا دیکھی کہ حضور دلی گئے ہیں لیکن حضورؑ نے وہاں کے سب دروازوں کو بند پایا ہے (تذکرہ صفحہ ۵۲۸) چنانچہ ایسا ہی ہوا کہ جب آپؑ دلی پہنچے تو ساری قوموں کی طرف سے آپؑ کی شدید مخالفت کی گئی۔ اور ہر قوم اور ہر طبقہ نے آپ پر اپنا دروازہ بند کر دیا۔ بے شک لوگ ملنے کے لئے آتے تھے اور کافی کثرت کے ساتھ آتے تھے لیکن اکثر لوگ تو مخالفت کی غرض سے ہی آتے تھے اور انکار کی حالت میں ہی استہزاء کرتے ہوئے واپس لوٹ جاتے تھے۔ اور بعض برملا مخالفت تو نہیں کرتے تھے مگر بزدلی کی وجہ سے خاموش رہتے تھے۔ اور بعض جن کے دل میں ایمان کی چنگاری روشن ہوتی تھی وہ مملکت روما کے ہرقل کی طرح اس چنگاری کو اپنے ہاتھ سے بجھا کر اپنی جھولی جھاڑتے ہوئے واپس چلے جاتے تھے۔

دلّی نہ صرف بڑے بڑے جاہ و حشمت والے مسلمان بادشاہوں اور شان و شوکت والے حکمرانوں کا دارالحکومت رہا تھا۔ بلکہ اس کی سرزمین میں بہت سے بزرگ اولیاء اور صلحاء بھی پیدا ہوئے تھے۔ جن کے مزار آج دلی کے زندہ انسانوں کی بجائے لوگوں کی زیادہ کشش کا موجب بنے ہوئے ہیں۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے اپنی منکسرانہ طبیعت اور نیک لوگوں کی سنت کے مطابق ارادہ کیا کہ جو مجددین اور اولیاء کرام دلی کی خاک میں مدفون ہیں ان کی قبروں پر جا کر دعا کریں اور ان کے لئے اور اہل دلی کے لئے خدا سے خیر و برکت کے طالب ہوں۔ چنانچہ حضور اس سفر کے دوران میں حضرت شیخ نظام الدین اولیاء اور حضرت سید ولی اللہ شاہ اور حضرت خواجہ باقی باللہ اور حضرت خواجہ بختیار کاکی اور خواجہ میر درد رحمۃ اللہ علیہم کے مزاروں پر تشریف لے گئے اور ان کی قبروں پر کھڑے ہو کر درد دل سے دعا فرمائی۔ جب آپ حضرت شیخ نظام الدین اولیاء کے مزار پر تشریف لے گئے تو اس وقت یہ عاجز بھی بچپن کی عمر میں آپؑ کے ساتھ تھا۔ مجھے خوب یاد ہے کہ دعا کے بعد حضورؑ نے فرمایا کہ اس وقت اس جگہ لوگوں کی کثرت ہے اور شور زیادہ ہے ورنہ میں یقین رکھتا ہوں کہ مجھے اس جگہ کشف کے ذریعہ بیداری کی حالت میں ہی حضرت شیخ نظام الدین اولیاء کی ملاقات ہو جاتی۔ اس وقت خواجہ حسن نظامی صاحب مرحوم بالکل نوجوان تھے اور وہ حضورؑ کے ساتھ ہو کر بڑے ادب کے طریق پر حضورؑ کو درگاہ کی مختلف زیارت گاہیں دکھاتے پھرتے تھے۔

بالآخر جب حضرت مسیح موعودؑ دلی کے سفر سے قادیان کو واپس روانہ ہونے لگے تو خواجہ حسن نظامی صاحب نے حضورؑ سے درخواست کی کہ آپ حضرت نظام المشائخ کے مزار پر تشریف لے گئے تھے اس کے متعلق کچھ مناسب الفاظ تحریر فرما دیں۔ حضورؑ نے وعدہ فرمایا کہ قادیان جا کر لکھ دوں گا، چنانچہ قادیان واپس پہنچنے پر حضورؑ نے خواجہ حسن نظامی صاحب کو ذیل کی تحریر لکھ کر بھجوائی جو دلی کے حالات سفر اور دلی والوں کے انکار کی

گویا ایک جیتی جاگتی تصویر ہے جو حضورؑ اس تحریر میں فرماتے ہیں کہ :-

"مجھے جب دہلی جانے کا اتفاق ہوا تو مجھے ان صلحاء اور اولیاء الرحمٰن کے مزاروں کی زیارت کا شوق پیدا ہوا جو اس خاک میں سوئے ہوئے ہیں کیونکہ جب مجھے دہلی والوں کی طرف سے محبت محسوس نہ ہوئی تو میرے دل نے اس بات کے لئے جوش مارا کہ وہ ارباب صدق و صفا اور عاشقانِ حضرت مولےٰ جو میری طرح اس زمین کے باشندوں سے بہت سے جور و جفا دیکھ کر اپنے محبوب حقیقی کو جا ملے ان کے متبرک مزاروں سے ہی اپنے دل کو خوش کر لوں۔ پس میں اسی نیت سے حضرت خواجہ شیخ نظام الدین رضی اللہ عنہ کے مزار متبرک پر گیا۔ اور ایسا ہی دوسرے چند مشائخ کے متبرک مزاروں پر بھی گیا۔ خدا ہم سب کو اپنی رحمت سے معمور کرے آمین ثم آمین

الراقم عبد اللہ الصمد غلام احمد المسیح الموعود من اللہ الاحد"

(بدر ۲۴ر نومبر ۱۹۰۵ء)

حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی اس تحریر میں جس گہرے رنج و الم اور جس دلی حسرت کا اظہار نظر آرہا ہے وہ کسی تشریح کا محتاج نہیں گویا یہ خیال کہ دلّی کا تاریخی شہر جس کی خاک میں سینکڑوں عالی مرتبہ بزرگ اور صلحاء اور اولیاء مدفون ہیں حضورؑ کے لائے ہوئے نورِ ہدایت اور اسلام کے دورِ ثانی کی برکات سے محروم جا رہا ہے حضورؑ کے دل کو بے چین کر رہا تھا اور اب معلوم ہوتا ہے کہ اس وقت حضورؑ گویا کشفی حالت میں اپنی آنکھوں کے سامنے ان کثیر التعداد بزرگوں کو دیکھ رہے تھے جو دلّی کے چپہ چپہ میں مدفون ہیں اور پھر ان سے ہٹ کر حضورؑ کی نظر ان بزرگوں کی موجودہ اولاد کی طرف جاتی تھی جو اب اپنی جہالت اور تعصب کی وجہ سے اس نور کا انکار کر رہی تھی جسے دیکھنے کے لئے ان کے لاکھوں کروڑوں باپ دادا ترستے ہوئے دنیا سے رخصت ہو گئے۔ یہی وہ حسرت تھی جس نے حضور کے دل کو بے چین کر دیا۔ مگر حضرت مسیح موعودؑ کی یہ حسرت ہرگز مایوسی کے رنگ میں نہیں تھی بلکہ رنج اور افسوس اور دکھ کے رنگ میں تھی۔ اور یہ اسی قسم کی حسرت تھی جس کے متعلق خود خدائے عرش انبیاء کے انکار کا ذکر کرتے ہوئے قرآن میں فرماتا ہے کہ :-

يَا حَسْرَةً عَلَى الْعِبَادِ مَا يَأْتِيهِم مِّن رَّسُولٍ إِلَّا كَانُوا بِهِ يَسْتَهْزِئُونَ ۝

(سورہ یٰسٓ آیت ۳۱)

"یعنی حسرت ہے دنیا کے لوگوں پر کہ خدا کی طرف سے جو رسول بھی ان کی طرف آتا ہے وہ ہمیشہ اس کا انکار کرتے اور اس پر ہنسی اڑاتے ہیں"

چنانچہ دوسری جگہ لوگوں کے اس انکار اور اپنی اس حسرت کے ساتھ جوڑ ملاتے ہوئے اپنی آیندہ شاندار مقبولیت کی طرف اشارہ کر کے فرماتے ہیں کہ :-

امروز قوم من نشناسد مقام من
روزے بگریہ یاد کند وقتِ خوشترم

(ازالہ اوہام)

"یعنی آج میری قوم نے میرے مقام کو نہیں پہچانا۔ لیکن وہ وقت آتا ہے جب کہ وہ رو رو کر بڑی حسرت کے ساتھ میرے مبارک زمانہ کو یاد کیا کرے گی"

اور دوسری جگہ خدا تعالیٰ کی زبردست نصرت اور اپنے مشن کی یقینی اور قطعی کامیابی کے متعلق بڑی تحدی کے ساتھ فرماتے ہیں :-

"اے لوگو! تم یقیناً سمجھ لو کہ میرے ساتھ وہ ہاتھ ہے جو اخیر وقت تک مجھ سے وفا کرے گا۔ اگر تمہارے مرد اور تمہاری عورتیں اور تمہارے جوان اور تمہارے بوڑھے اور تمہارے چھوٹے اور تمہارے بڑے سب مل کر میرے ہلاک کرنے کے لئے دعائیں کریں۔ یہاں تک کہ سجدے کرتے کرتے ان کے ناک گل جائیں اور ہاتھ شل ہو جائیں تب بھی خدا ہرگز تمہاری دعا نہیں سنے گا۔ اور نہیں رکے گا جب تک وہ اپنے کام کو پورا نہ کرے اور اگر انسانوں میں سے ایک بھی میرے ساتھ نہ ہو تو خدا کے فرشتے میرے ساتھ ہوں گے اور اگر تم گواہی کو چھپاؤ تو قریب ہے کہ پتھر میرے لئے گواہی دیں۔ پس اپنی جانوں پر ظلم مت کرو۔ کاذبوں کے اور منہ ہوتے ہیں اور صادقوں کے اور .... میں اس زندگی پر لعنت بھیجتا ہوں جو جھوٹ اور افتراء کے ساتھ ہو اور نیز اس حالت پر بھی لعنت بھیجتا ہوں کہ مخلوق سے ڈر کر خالق کے امر سے کنارہ کشی کی جائے۔ .... یقیناً سمجھو کہ میں نہ بے موسم آیا ہوں، اور نہ بے موسم جاؤں گا۔"

(اربعین حصہ سوم صفحہ ۱۴ و صفحہ ۱۵)

یہ وہ ایمانِ کامل اور یقینِ محکم ہے جو انبیاء کے دل پر آسمان کی بلندیوں سے نازل ہوتا ہے اور اس ایمان کو یہ زبردست طاقت حاصل ہوتی ہے کہ وہ پہاڑوں کو پاش پاش کرتا اور پانیوں کو چیرتا اور طوفانوں کو پھاندتا چلا جاتا ہے اور یہی وہ ایمان ہے جس میں خدا کی طرف سے دلوں کو فتح کرنے کی حیرت انگیز قوت ودیعت کی جاتی ہے۔

(۱۶)

اس جگہ میں جملہ معترضہ کے طور پر کچھ اپنے متعلق کہنا چاہتا ہوں وہ یہ کہ ۱۹۶۲ء قریباً تمام کا تمام میری صحت کی خرابی میں گذرا ہے اور بعض اوقات تو اس دوران میں میری صحت بہت زیادہ گر جاتی رہی ہے۔ تین بیماریاں تو مجھے پرانی لگی ہوئی ہیں۔ یعنی نقرس اور ہائی بلڈ پریشر اور ذیابیطس جو تینوں کافی تکلیف دہ اور خطرناک ہیں۔ اس کے علاوہ اکثر اوقات میری نبض بھی زیادہ تیز رہتی ہے جو گھبراہٹ اور بے چینی کا موجب ہوتی ہے۔ مزید برآں ۱۹۶۲ء کے آخر میں مجھے دل کی تکلیف کا بھی عارضہ ہو گیا اور میرے دل میں ایسا نقص پیدا ہو گیا کہ بار بار دل میں درد اٹھتا تھا جس کی لہر بائیں بازو کی طرف جاتی تھی۔ جو ایک خراب علامت سمجھی جاتی ہے دراصل ایک دفعہ ۱۹۵۵ء میں بھی مجھے دل کی بیماری کا حملہ ہوا تھا جس کی وجہ سے میں چار ماہ تک موت و حیات کے درمیان لٹکتا رہا۔ مگر اس کے بعد میرے خدا نے مجھ پر رحم کیا اور کئی سال تک میری صحت ایسی رہی کہ گو میں بالکل تندرست تو نہیں ہو سکا مگر خدا کے فضل سے علمی کاموں میں توجہ دینے اور ایک حد تک محنت کرنے کے قابل ہو گیا لیکن ۱۹۶۲ء کے آخر میں جبکہ میری عمر شمسی حساب سے ستر سال کی ہو رہی ہے غالباً زیادہ کام کرنے کی وجہ سے میری یہ تکلیف پھر عود کر آئی اور بعض اوقات روزانہ اور بعض اوقات وقفہ وقفہ کے ساتھ دل کی تکلیف کے دورے ہونے لگے اور کمزوری بہت بڑھ گئی۔

حال ہی میں لاہور کے ایک قابل ڈاکٹر نے جو ماہر امراضِ قلب ہیں مجھے ربوہ میں آ کر دیکھا اور میرے دل اور جگر اور سینے وغیرہ کا معائنہ کرنے اور دل کا ای۔ سی۔ جی (E. C. G) فوٹو لینے کے بعد انہوں نے بتایا کہ میرے دل کو کافی نقصان پہنچ چکا ہے اور مزید نقصان پہنچنے کا خطرہ ہے اور تاکید کی کہ مجھے کچھ عرصہ تک محنت اور کوفت اور پریشانی والے کام سے کلی طور پر اجتناب کرتے ہوئے مکمل آرام کرنا چاہیئے۔

ان حالات میں مجھے موجودہ تقریر ذکرِ حبیب یعنی "آئینہ جمال" کی تیاری میں اس دفعہ خاطر خواہ توجہ دینے کا موقعہ نہیں مل سکا۔ یعنی نہ تو میں ٹھیک طرح روایات اور واقعات کا انتخاب کر سکا ہوں اور نہ ہی میں نے ان روایات اور واقعات کو موثر اور دلچسپ رنگ میں بیان کرنے کی طاقت پائی ہے بلکہ محض سرسری مطالعہ اور سرسری انتخاب کے نتیجہ میں جو عام روایتیں میرے علم میں آئیں انہیں سادہ زبان میں بیان کر دیا ہے۔ آگے اللہ تعالیٰ انسان کی زبان اور قلم میں تاثیر ڈالنے والا ہے اور میں اسی سے بہتری کی امید رکھتے ہوئے اپنے دوستوں سے درخواست کرتا ہوں کہ اگر وہ ان حالات میں میرے اس مجموعہ میں کوئی خامی یا کمزوری دیکھیں تو مجھے معذور تصور فرمائیں اور اگر کوئی خوبی پائیں تو اس سے فائدہ اٹھانے کی کوشش کریں۔ صحت کی کنجی خدا کے ہاتھ میں ہے اور وہی اپنے فضل سے سنانے والے کو صحت کے ساتھ سنانے اور اپنے بیان میں اثر پیدا کرنے کی توفیق دے سکتا ہے۔ اور وہی ہے جو سننے والوں کے دل و دماغ کی کھڑکیاں کھولنے کی طاقت رکھتا ہے۔

بس اسی جملۂ معترضہ کے ساتھ میں اپنے اصل مضمون کی طرف رجوع کرتے ہوئے اپنے بقیہ مضمون کو مختصر طور پر بیان کرنے کی کوشش کروں گا۔ وَمَا تَوْفِيقِي إِلَّا بِاللهِ الْعَظِيم

(۱۷)

میں اپنی گذشتہ سال کی تقریر میں اقتداری معجزات کی تشریح کے متعلق کچھ بیان کر چکا ہوں ایسے معجزات خدا تعالیٰ کی طرف سے کسی وحی والہام کے نزول کے

بغیر محض ایک مرسلِ یزدانی کی رُوحانی قوّت سے وجود میں آتے ہیں اور اس کی صداقت اور خدائی نصرت کی زبردست دلیل بن جاتے ہیں۔ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلّم کی پاک زندگی میں ایسے بہت سے معجزات کی مثال ملتی ہے کہ جب آپؐ نے اپنی قوّتِ قدسیہ اور خداداد روحانی طاقت کے ذریعہ غیر معمولی معجزات کا عالم پیدا کر دیا مثلاً بعض اوقات جب کہ کوئی فوری علاج میسّر نہیں تھا آپؐ نے ایک عزیز صحابی کی بیمار آنکھ پر اپنا ہاتھ رکھا اور وہ خدا کے فضل سے کسی قسم کے ظاہری علاج کے بغیر اچھی ہو گئی۔ (بخاری۔ حالات غزوۂ خیبر) یا آپؐ نے کسی اشدّ ضرورت کے وقت تھوڑے سے پانی کے برتن میں اپنی انگلیاں ڈالیں اور وہ آپ کے ہاتھ کی برکت سے جوش مار کر بہنے لگا۔ اور صحابہ کی ایک بڑی تعداد اس سے سیراب ہو گئی۔ (بخاری۔ باب شرب البرکۃ والماء المبارک) یا غذا کی قلّت کے وقت میں آپؐ کی برکت سے تھوڑا سا کھانا کثیر التعداد صحابہؓ کے لئے کافی ہو گیا۔ اور سب نے اس کھانے سے سیری حاصل کی۔ (بخاری۔ باب غزوۃ الخندق) یہ سب اقتداری معجزات کی روشن مثالیں ہیں جو خدائے عرش نے اپنے محبوب رسول کی خاطر اس کے ہاتھ پر ظاہر فرمائیں۔

اسی قسم کے اقتداری معجزات خدا کے فضل سے حضرت مسیح موعودؑ بانیٔ سلسلہ احمدیہ کی زندگی میں بھی کافی تعداد میں ملتے ہیں۔ مثلاً آپ نے کسی بے چین بیمار پر اپنا ہاتھ رکھا اور وہ محض آپ کے ہاتھ کے چھونے سے شفایاب ہو گیا۔ یا آپؑ نے کسی فوری ضرورت کے وقت تھوڑے سے کھانے میں اپنی انگلیاں ڈالیں اور وہ کثیر التعداد لوگوں کے لئے کافی ہو گیا وغیرہ وغیرہ۔ بیشک جیسا کہ قرآن مجید فرماتا ہے معجزات کا منبع صرف خدا تعالےٰ کی ذات ہے اور کسی نبی یا رسول کو از خود یہ طاقت حاصل نہیں کہ وہ خدائی اذن کے بغیر کوئی معجزہ دکھائے۔ (سورۂ مومن آیت ۷۹) اور نہ ہی نبیوں کی یہ شان ہے کہ وہ نعوذ باللہ مداریوں کی طرح تماشہ دکھاتے پھریں مگر یہ بھی خدا ہی کی سنت ہے کہ بعض اوقات وہ اپنے خاص پیاروں اور مقبولوں کی خاطر مومنوں کے ایمان میں تازگی پیدا کرنے یا ان کے عرفان میں زیادتی کا رستہ کھولنے کے لئے اس قسم کے خارقِ عادت نشانات دکھاتا ہے کہ خدا کے اذن کے ساتھ ان کی طرف سے اشارہ ہونے پر یا محض ہاتھ کے چھو جانے سے غیر معمولی نتائج پیدا ہو جاتے ہیں مگر جیسا کہ میں بتا چکا ہوں یہ طاقت کسی نبی یا رسول کو مستقل طور پر حاصل نہیں ہوتی بلکہ صرف استثنائی طور پر وقتی ضرورت میں خدا کی طرف سے ودیعت کی جاتی ہے لیکن چونکہ ایسے اقتداری معجزات کی مفصّل تشریح میری گذشتہ سال کی تقریر میں گذر چکی ہے (دُرِّ مکنون ص۲۷ تا ص۳۲) اس لئے اس جگہ اس کے متعلق زیادہ بیان کرنے کی ضرورت نہیں۔

یہاں میں حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی زندگی کے صرف ایک دو واقعات ایسے بیان کرتا ہوں کہ جب گھر میں کھانا تھوڑا تھا اور مہمان بہت زیادہ آ گئے۔ اور منتظمین کو فکر پیدا ہوا تو حضرت مسیح موعودؑ کے دم کی برکت سے یہ تھوڑا سا کھانا ہی کثیر التعداد مہمانوں کے لئے کافی ہو گیا۔

میاں عبداللہ صاحب سنوری نے جو حضرت مسیح موعودؑ کے بہت مخلص اور بڑے قدیم صحابی تھے مجھ سے بیان کیا کہ ایک دفعہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے چند مہمانوں کی دعوت کی مگر عین اس وقت جبکہ کھانا کھانے کا وقت آیا زیادہ مہمان آ گئے۔ اور "مسجد مبارک مہمانوں سے بھر گئی"۔ اس پر حضرت مسیح موعود نے حضرت بیوی جی کو اندر کہلا بھیجا کہ "اور مہمان آ گئے ہیں کھانا زیادہ بھجواؤ۔" اس پیغام کے جانے پر حضرت اماں جان نے گھبرا کر حضرت مسیح موعودؑ کو اندر بلوایا اور کہا کہ کھانا تو بہت تھوڑا ہے۔ اور صرف ان چند مہمانوں کے مطابق پکایا گیا تھا جن کے متعلق آپ نے فرمایا تھا۔ اب کیا کیا جائے۔ حضرت مسیح موعود نے بڑے اطمینان کے ساتھ فرمایا کہ:۔

"گھبراؤ نہیں اور کھانے کا برتن میرے پاس لے آؤ"

پھر حضرت مسیح موعودؑ نے اس برتن پر ایک رومال ڈھانک دیا اور رومال کے نیچے سے اپنا ہاتھ گذار کر اپنی انگلیاں چاولوں کے اندر داخل کر دیں اور پھر یہ فرماتے ہوئے باہر تشریف لے گئے کہ

"اب تم کھانا نکالو۔ خدا برکت دے گا"

میاں عبداللہ صاحب روایت کرتے ہیں کہ یہ کھانا سب نے کھایا اور سب سیر ہو گئے اور کچھ بچ بھی گیا۔ (سیرت المہدی حصہ اول روایت ۱۴۴)

(۱۸)

میں نے جب میاں عبداللہ صاحب کی یہ دلچسپ روایت حضرت اماں جان رضی اللہ عنہا کے پاس بیان کی تو انہوں نے فرمایا کہ ایسے واقعات حضرت مسیح موعودؑ کی برکت سے ہمارے گھر میں بارہا ہوئے ہیں۔ چنانچہ انہوں نے ایک لطیف واقعہ مثال کے طور پر بیان کیا کہ ایک دفعہ میں نے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے لئے بہت تھوڑا سا پلاؤ پکایا جو صرف حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے لئے ہی کافی ہو سکتا تھا۔ مگر اس دن نواب محمد علی خاں صاحب جو ہمارے ساتھ والے مکان میں رہتے تھے وہ اور ان کی بیوی اور بچے وغیرہ سب ہمارے گھر آ گئے۔ اور حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے مجھ سے فرمایا کہ ان کو بھی کھانا کھلا دو۔ میں نے حضرت مسیح موعودؑ سے کہا کہ چاول تو بالکل ہی تھوڑے ہیں۔ کیونکہ میں نے یہ چاول صرف آپ کے لئے ہی تیار کروائے تھے۔ اس پر حضرت مسیح موعودؑ نے چاولوں کے پاس آکر ان پر دَم کیا اور مجھ سے فرمایا کہ:۔

"اب تم خدا کا نام لے کر ان چاولوں کو تقسیم کر دو۔"

حضرت اماں جان فرماتی تھیں کہ ان چاولوں میں ایسی فوق العادت برکت پیدا ہوئی کہ نواب صاحبؓ کے سارے گھر والوں نے یہ چاول کھائے اور حضرت مولوی نور الدین صاحبؓ اور مولوی عبدالکریم صاحبؓ کے گھروں میں بھی چاول بھجوائے گئے اور ان کے علاوہ کئی دوسرے لوگوں کو بھی دئے گئے اور چونکہ وہ "برکت والے چاول" مشہور ہو گئے تھے اس لئے بہت سے لوگوں نے ہم سے آ آکر چاول مانگے اور ہم نے سب کو دئیے۔ اور خدا کے فضل سے وہ سب کے لئے کافی ہو گئے۔ (سیرت المہدی روایت نمبر ۱۴۴)

حضرت اماں جانؓ فرماتی تھیں کہ اس قسم کے اور بھی بہت سے واقعات حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی زندگی میں گذرے ہیں کہ خدا نے حضورؑ کے دم کی برکت سے عین وقت پر جب کہ کوئی انتظام نظر نہیں آتا تھا تھوڑے سے کھانے کو زیادہ کر دیا۔ دراصل چونکہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام تاکید فرماتے تھے کہ کوئی مہمان بھی آئے کھانے سے محروم نہ رہے اور اکثر مہمان اچانک آ جاتے تھے اور قادیان ان دنوں میں ایک چھوٹا سا گاؤں ہوتا تھا جس میں کھانے کی چیزیں نہیں ملتی تھیں اس لئے بہر حال جس طرح بھی میسّر ہوتا تھا سب کے لئے وقت بے وقت کھانے کا انتظام کیا جاتا تھا اور خدا کے فضل سے وہ کافی ہو جاتا تھا۔

دنیا کے لوگ جو اپنے مادی قانون کے تصورات اور مادی مشاہدات سے گھرے ہوئے ہیں وہ شاید ان باتوں کو نہ سمجھ سکیں۔ کیونکہ وہ روحانی آنکھوں سے محروم ہیں۔ مگر جن لوگوں نے خدا کو دیکھا اور پہچانا ہے اور اس کی وسیع قدرتوں کا مشاہدہ کیا ہے وہ جانتے ہیں کہ حقیقتاً خدا ہی دنیا کا واحد خالق و مالک ہے اور خدا ہی ہے جس نے اپنی ازلی حکمت کے ماتحت دنیا میں خیر و شر کی تقدیر جاری کر رکھی ہے اور وہی ہے جس نے زمین و آسمان کی چیزوں میں مختلف خواص ودیعت کئے ہیں اور پھر خدا اپنے بنائے ہوئے قانون کا غلام نہیں بلکہ جیسا کہ وہ قرآن میں خود فرماتا ہے وہ خاص حالات میں خاص ضروریات کے ماتحت اپنے قانون کو وقتی طور پر بدل بھی سکتا ہے اس لئے ایسے لوگ اس بات کو اچھی طرح سمجھتے اور جانتے ہیں کہ خدا کی طاقتیں اتنی وسیع اور اتنی عجیب و غریب ہیں کہ جن کی نہ کوئی حد ہے نہ حساب۔ ضرورت صرف اس بات کی ہے کہ لوگ اپنے مادی ماحول سے نکل کر اپنی روحانیت کی آنکھیں کھولیں اور پھر وہ تماشہ دیکھیں جو ہزاروں نبیوں اور ہزاروں ولیوں کے زمانہ میں دنیا دیکھتی چلی آئی ہے۔ کسی نے کیا خوب کہا ہے کہ:۔

بیا در بزم مستاں تا بہ بینی عالمے دیگر
بہشتے دیگر و ابلیسِ دیگر آدمے دیگر

"یعنی خدا کی محبت میں مخمور ہو کر اُس کے عاشقوں کے زمرہ میں داخل ہو جاؤ پھر تمہیں اس مادّی دنیا کے علاوہ بالکل اور دنیا نظر آئے گی جس کا بہشت بھی اور ہے اور ابلیس بھی اور ہے اور آدم بھی اور ہے۔"

(۱۹)

دوسرے نیک لوگوں نے تو اپنی اپنی استعداد اور اپنی اپنی روحانی طاقت کے مطابق بہشت دیکھے ہوں گے مگر حضرت مسیح موعود علیہ السلام بانیٔ سلسلہ احمدیہ کا بہشت کلیتہً خدا کی ذاتِ والاصفات میں مرکوز تھا آپؑ خدا کے عشق میں اس قدر محو اور مخمور تھے کہ جزا اور سزا کے خیال سے اس طرح بالا ہو گئے تھے جس طرح آسمان کا ایک بلند ستارہ زمین کی پستیوں سے بالا ہوتا ہے میں آپؑ کے اس بے مثال عشق کی چند مثالیں اپنی تقریر سیرتِ طیّبہ میں بیان کر چکا ہوں جس میں محبتِ الٰہی اور عشقِ رسولؐ کا مضمون میری تقریر کا مرکزی نقطہ تھا۔ آپؑ کا نفس اس طرح

نظر آتا تھا کہ گویا وہ ایک مجسم عشق کا ٹکڑا ہے جس میں خدا کی محبت کے سوا کسی اور کی محبت کے لئے جگہ باقی نہ تھی۔ ایک جگہ آپؑ اللہ تعالیٰ کے عشق میں متوالے ہو کر فرماتے ہیں کہ:-

"ہمارا بہشت ہمارا خدا ہے۔ اور ہماری اعلیٰ لذات ہمارے خدا میں ہیں کیونکہ ہم نے اسے دیکھا۔ اور ہر ایک خوبصورتی اس میں پائی۔ یہ دولت لینے کے لائق ہے اگرچہ جان دینے سے ملے۔ اور یہ لعل خریدنے کے لائق ہے اگرچہ تمام وجود کھونے سے حاصل ہو۔ اے محرومو! اس چشمے کی طرف دوڑو کہ وہ تمہیں سیراب کرے گا۔ یہ زندگی کا چشمہ ہے جو تمہیں بچائے گا"

(کشتیٔ نوحؑ)

دوسری جگہ آپؑ فرماتے ہیں۔ دوست غور سے سنیں کہ کس والہانہ انداز میں فرماتے ہیں کہ:-

"ابتلاء کے وقت ہمیں اندیشہ صرف اپنی جماعت کے بعض کمزور لوگوں کا ہوتا ہے۔ میرا تو یہ حال ہے کہ اگر مجھے صاف آواز آئے کہ تو مخذول ہے اور تیری کوئی مراد ہم پوری نہیں کریں گے تو مجھے خدا تعالیٰ کی قسم ہے کہ پھر بھی میرے اس عشق و محبتِ الٰہی اور خدمتِ دین میں کوئی کمی واقع نہیں ہو گی۔ اس لئے کہ میں تو اسے دیکھ چکا ہوں" اور پھر آپؑ نے یہ قرآنی آیت پڑھی کہ هَلْ تَعْلَمُ لَهُ سَمِيًّا ۔ (یعنی کیا خدا جیسا بھی کوئی اور ہے جسے محبت کا حقدار سمجھا جا سکے؟)

(سیرت مسیح موعود مصنفہ مولوی عبدالکریم صاحب)

باقی رہی رسول کی محبت۔ سو وہ خدا کی محبت کا حصہ اور اسی کی ظل ہے۔ اور ناممکن ہے کہ ایک سچا مومن خدا کی محبت سے تو سرشار ہو مگر خدا کے بھیجے ہوئے افضل الرسل کی محبت سے محروم رہے بہرحال یہ وہ بہشت ہے جس کے لئے حضرت مسیح موعودؑ نے جزا سزا کے خیال سے بالکل بالا ہو کر دین کی خدمت کی اور اسلام کا بول بالا کرنے کے لئے اپنی جان کی بازی لگا دی اور یہی وہ بہشت ہے جس میں حضور اپنے آقا و مقتدا اور محبوب حضرت محمد مصطفےٰ صلے اللہ علیہ وسلم کی معیت میں جزا سزا کے دن خدا کے فضل سے جگہ پائیں گے۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے اپنی ایک نظم میں خدا کی محبت کے گن گاتے ہوئے کیا خوب فرمایا ہے کہ:-

ہر اک عاشق نے ہے اک بُت بنایا
ہمارے دل میں یہ دلبر سمایا
وہی آرام جاں اور دل کو بھایا
وہی جس کو کہیں رب البرایا
مجھے اس یار سے پیوند جاں ہے
وہی جنت وہی دار الاماں ہے
بیاں اس کا کروں طاقت کہاں ہے
محبت کا تو اک دریا رواں ہے

بے شک اخروی زندگی کی جنت بھی حق ہے اور دوزخ بھی حق ہے اور مومن اور کافر اپنے اپنے ایمان اور اعمال کے مطابق اس جنت و دوزخ میں جگہ پائیں گے مگر نبیوں اور رسولوں کی حقیقی جنت صرف خدا کی محبت اور خدا کے عشق میں ہوتی ہے۔ بلکہ عام صلحاء کے لئے بھی اصل مقام رضائے الٰہی کا ہے اسی لئے قرآن مجید میں جنت کی عام نعمتوں کا ذکر کرنے کے بعد رضوانِ الٰہی کا خاص طور پر علیحدہ صورت میں ذکر کیا گیا ہے جیسا کہ فرمایا وَرِضْوَانٌ مِّنَ اللَّهِ أَكْبَرُ (سورہ توبہ آیت ۷۲) "یعنی جنت کی نعمتوں میں خدا کی رضا سب سے اعلیٰ نعمت ہے" اور یہی ہر سچے مومن کے سلوک کا منتہیٰ ہونا چاہیئے۔ کہ وہ "حور و قصور" کی جنت کے پیچھے لگنے کی بجائے خالقِ ارض و سما کی بے لوث محبت کی فضاؤں میں بسیرا کرے۔

محبت محبت کو کھینچتی ہے حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے خدا اور اس کے محبوب حضرت افضل الرسل محمد مصطفےٰ صلے اللہ علیہ وسلم (فداہ نفسی) سے ایسی شدید محبت کی جو حقیقتہً بے مثال تھی اور پھر ان دو محبتوں کے نتیجہ میں آپؑ نے مخلوق کی ہمدردی اور شفقت کو بھی انتہا تک پہنچا دیا۔ اس سہ گونہ محبت کے نتیجہ میں آپؑ کو اللہ تعالیٰ نے ایسی مخلص جماعت عطا فرمائی جو آپؑ کے ساتھ غیر معمولی اخلاص

اور عقیدت کے جذبات رکھتی تھی۔ اور اپنے ایمان کی مضبوطی اور جذبۂ قربانی اور معیارِ اطاعت میں خدا کے فضل سے صحابہؓ کے رنگ میں رنگین تھی اور مخالفوں کی انتہائی مخالفت کے باوجود یہ الٰہی جماعت برابر ترقی کرتی چلی گئی۔ اور اللہ تعالیٰ نے اسے ہر رنگ میں بارآور اور برومند کیا چنانچہ حضرت مسیح موعودؑ کی وفات کے وقت آپؑ کے یہ حلقہ بگوش فدائی چار لاکھ کی تعداد کو پہنچ چکے تھے اور ان میں سے ہر ایک حضرت مسیح موعودؑ پر اس طرح جان دیتا تھا جس طرح کہ ایک پروانہ شمع کے گرد گھومتا ہوا جان دیتا ہے اور یہ دیکھ کر حیرت ہوتی ہے کہ حضرت مسیح ناصریؑ کی اس قلیل سی جماعت کے مقابلہ پر جو انہیں اپنی زندگی کے ایام میں میسر آئی مسیح محمدی کی اس کثیر التعداد جماعت کا مقام محبت اور اخلاص اور ایمان اور جذبۂ قربانی کتنا بلند تھا۔! میں اس جگہ صرف مثال کے طور پر پانچ احمدیوں کا ذکر کرتا ہوں جو جماعتِ احمدیہ کے مختلف طبقات سے تعلق رکھتے تھے۔ اور یقیناً وہ سب کے سب ایسے نہیں تھے جو جماعت کے چوٹی کے ممبر سمجھے جاتے ہوں بلکہ ان میں سے بعض تو ایسے عام احمدیوں میں سے تھے جنہیں شاید جماعت کے اکثر دوست جانتے بھی نہیں۔

ان میں سب سے اوّل نمبر پر حضرت مولوی نورالدین صاحبؓ تھے جو غیر منقسم ہندوستان کے مشہور ترین علماء اور قابل ترین اطباء میں شمار کئے جاتے تھے۔ انہوں نے بیعت کا سلسلہ شروع ہوتے ہی پہلے نمبر پر حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی بیعت کی اور پھر حضورؑ پر ایسے گرویدہ ہوئے کہ اپنا وطن چھوڑ کر قادیان میں ہی دھونی رما کر بیٹھ گئے اور حضرت مسیح موعودؑ کی وفات پر جماعتِ احمدیہ کے پہلے خلیفہ بنے انکی اطاعت اور فرمانبرداری کا معیار ایسا شاندار اور ایسا بلند تھا کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے ایک جگہ ان کے متعلق فرمایا ہے کہ وہ میرے پیچھے اس طرح چلتے ہیں جس طرح کہ انسان کے ہاتھ کی نبض اس کے دل کی حرکت کے پیچھے چلتی ہے (آئینہ کمالاتِ اسلام صفحہ ۵۸۶)

ایک دفعہ کا ذکر ہے کہ جب حضرت مسیح موعودؑ نے دلی سے حضرت مولوی نورالدین صاحبؓ کو کسی کام کے تعلق میں قادیان کے پتے پر ایک تار دلوائی اور تار لکھنے والے نے یہ الفاظ لکھ دئے کہ "بلا توقف دلی پہنچ جائیں" اس وقت حضرت مولوی صاحب اپنے مطب میں بیٹھے ہوئے روزمرہ کے کام میں مصروف تھے۔ اس تار کے ملنے پر آپ فوراً وہیں سے اٹھ کر سیدھے بغیر اس کے کہ گھر جائیں یا سفر کے لئے گھر سے کوئی خرچ منگوائیں یا بستر ہی تیار کرائیں۔ یا اور ضروری سامانِ سفر ساتھ لیں قادیان کے اڈا خانہ کی طرف روانہ ہو گئے۔ اور جب کسی نے اس کیفیت کو دیکھ کر کہا کہ حضرت آپ اس طرح بغیر کسی سامان کے لمبے سفر پر جا رہے ہیں! تو حضرت مولوی صاحب نے فرمایا کہ امام نے بلایا ہے کہ "بلا توقف آجاؤ" اس لئے اب میرا ایک منٹ کے لئے رکنا بھی جائز نہیں اور میں جس طرح بھی ہو، ابھی جا رہا ہوں۔ خدا نے بھی آپ کے اس توکل کو غیر معمولی قبولیت سے نوازا۔ چنانچہ رستہ میں ہی غیبی طریق پر سارے انتظامات بلا روک ٹوک ہوتے چلے گئے۔ اور آپ اپنے امام کی خدمت میں بلا توقف حاضر ہو گئے۔ یہ وہی حضرت مولوی نورالدین صاحبؓ ہیں جن کی نیکی اور تقویٰ اور علم اور فراست اور محبت اور عقیدت اور قربانی کو دیکھ کر حضرت مسیح موعودؑ نے اپنے ایک شعر میں فرمایا ہے کہ:-

چہ خوش بودے اگر ہر یک ز امت نورِ دیں بودے
ہمیں بودے اگر ہر دل پُر از نورِ یقیں بودے

لاریب حضرت مولوی صاحبؓ کے علم اور اخلاص اور تقوے اور توکل اور اطاعتِ امام کا مقام بہت ہی بلند اور ہر لحاظ سے قابلِ رشک تھا۔

دوسری مثال جیسا کہ میں اپنی ایک سابقہ تقریر میں بھی تفصیل سے بیان کر چکا ہوں حضرت مولوی سید عبداللطیف صاحب شہیدؓ کی ہے یہ بزرگ مملکت افغانستان کے رہنے والے تھے اور اس علاقہ کے چوٹی کے دینی علماء میں سے سمجھے جاتے تھے اور ساتھ ہی بڑے بااثر رئیس بھی تھے۔ حتیٰ کہ انہوں نے ہی امیر حبیب اللہ خان کی تاجپوشی کی رسم ادا کی تھی۔ جب صاحبزادہ صاحبؓ نے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا مسیح اور مہدی ہونے کا دعویٰ سنا تو تحقیقات کے لئے قادیان آئے۔ اور اپنے نورِ فراست سے آپؑ کو دیکھ کر اور آپؑ کے دعوے کو پہچان کر فوراً قبول کر لیا۔ ان کے واپس جانے پر کابل کے علماء نے ان کے متعلق کفر کا فتوےٰ دیا اور واجب القتل قرار دے کر امیر کے پاس ان کے سنگسار کئے جانے کی سفارش کی۔ چنانچہ اس فتوے کی بناء پر امیر حبیب اللہ خان نے آپؓ کو سنگسار کرنے کا حکم دے دیا۔ اس پر حضرت صاحبزادہ صاحبؓ کو بڑے ظالمانہ طریق پر کمر تک زمین میں گاڑ دیا گیا۔ اور امیر نے خود موقعہ پر جا کر ان کو آخری دفعہ سمجھایا کہ اب بھی وقت ہے کہ اس عقیدہ سے باز آجائیں۔ مگر وہ ایک پہاڑ کی طرح اپنے ایمان پر قائم رہے اور یہی کہتے ہوئے پتھروں کی بے پناہ بوچھاڑ میں جان دے دی کہ جس صداقت کو میں نے

خدا کی طرف سے حق سمجھ کر دیکھا اور سمجھا ہے اسے کبھی نہیں چھوڑ سکتا۔" اور اس طرح بیعت سے لوگوں کے بعد آنے کے باوجود خدا کی راہ میں آگے نکل گئے۔ حضرت مسیح موعودؑ ان کے متعلق فرماتے ہیں کہ :-

پُرخطر ہست ایں بیابانِ حیات
صد ہزاراں اژدہا بایش در جہات
صد ہزاراں فرسنگے در کوئے یار
دشتِ پُرخار و بلایش صد ہزار
بنگر ایں شوخی ازاں شیخ عجم
ایں بیاباں کردطے از یک قدم
(تذکرۃ الشہادتین)

"یعنی یہ زندگی کا بیابان جنگل خطروں سے بھرا پڑا ہے جس میں ہزاروں زہریلے سانپ اِدھر اُدھر بھاگتے پھرتے ہیں اور آسمانی معشوق کے رستے میں لاکھوں کروڑوں میل کا فاصلہ ہے جس میں بے شمار خاردار جنگلوں اور لاکھوں امتحانوں میں سے گذرنا پڑتا ہے مگر اس عجمی شیخ کی ہوشیاری اور تیز رفتاری دیکھو کہ اس خطرناک جنگل کو صرف ایک قدم سے طے کر گیا"

پھر ایک چوہدری رستم علی صاحبؓ تھے جو حضرت مسیح موعودؑ کے پُرانے صحابی تھے۔ اور بڑے سادہ مزاج بزرگ اور مخلص انسان تھے ایک دفعہ حضرت مسیح موعودؑ نے جماعت میں کسی خاص موقعہ پر چندے کی تحریک کی اور چوہدری رستم علی صاحبؓ کو بھی خط لکھا۔ اسی دن اتفاق سے ان کو ان کی خاص ترقی کے احکام آئے تھے اور وہ سب انسپکٹر پولیس سے انسپکٹر بنا دئے گئے تھے اور ان کی تنخواہ میں اسّی روپے ماہوار کا اضافہ ہو گیا تھا۔ مسیح محمدی کے اس پروانے نے حضرت مسیح موعودؑ کو لکھا کہ میں یقین کرتا ہوں کہ میری یہ ترقی صرف حضور کی دُعا اور توجہ کے نتیجہ میں ہوئی ہے کیونکہ اِدھر حضور کا مکتوب گرامی پہونچا اور اُدھر میری اس ترقی کا آرڈر آگیا اس لئے میں یہ ساری ترقی کی رقم حضور کی خدمت میں بھجواتا ہوں اور انشاء اللہ آئندہ بھی ہمیشہ بھجواتا رہونگا۔ چنانچہ جب تک وہ زندہ رہے اپنی اس غیر معمولی ترقی کی ساری کی ساری رقم حضورؑ کی خدمت میں اسلام کی تبلیغ کے لئے بھجواتے رہے اور اس کے علاوہ اپنا سابقہ چندہ پچیس ۲۵ روپے ماہوار بھی بدستور جاری رکھا اور خود نہایت قلیل رقم پر گذارہ کرتے رہے اور قربانی کا ایک ایسا اعلیٰ نمونہ قائم کیا جس کی نظیر بہت کم ملتی ہے۔ (بدر ۱۴ر جنوری ۱۹۰۹ء و الفضل یکم مئی ۱۹۴۲ء)

پھر ایک گاؤں کے رہنے والے باباکریم بخش صاحبؓ ہوتے تھے۔ وہ زیادہ تعلیم یافتہ تو نہیں تھے مگر بے شمار دوسرے احمدیوں کی طرح حضرت مسیح موعودؑ کی محبت اور اطاعت میں گداز تھے۔ ایک دفعہ حضرت مسیح موعودؑ قادیان کی مسجد میں کچھ وعظ فرما رہے تھے اور پیچھے آنے والے لوگ پچھلی صفوں میں کھڑے ہو کر سُن رہے تھے اور ان سے بعد میں آنے والوں کے لئے رستہ رُکا ہوا تھا حضرت مسیح موعودؑ نے انتظام کی سہولت کی غرض سے ان لوگوں کو آواز دے کر فرمایا کہ "بیٹھ جاؤ" اس وقت باباکریم بخش صاحب مسجد کی گلی میں سے ہو کر مسجد کی طرف آ رہے تھے۔ ان کے کانوں میں اپنے امام کی یہ آواز پہونچی تو وہیں رستہ میں ہی زمین پر بیٹھ گئے۔ اور پھر آہستہ آہستہ رینگتے ہوئے مسجد میں پہونچے تاکہ امام کے حکم کی نافرمانی نہ ہو۔ وہ بیان کیا کرتے تھے کہ میں نے خیال کیا کہ اگر میں اسی حالت میں مر گیا تو خدا کو اس بات کا کیا جواب دوں گا کہ اس کے مسیح کی آواز میرے کانوں میں پہونچی اور میں نے اس پر عمل نہ کیا۔ (سیرت المہدی روایت نمبر ۱۸۷)

پھر ایک منشی عبد العزیز صاحبؓ دیہاتی پٹواری تھے یہ بھی پرانے صحابیوں میں سے تھے۔ اور بڑے نیک اور قربانی کرنے والے خدمت گزار انسان تھے۔ انہوں نے مجھ سے خود بیان کیا کہ ایک دفعہ جب ایک مقدمہ کے تعلق میں حضرت مسیح موعود گورداسپور تشریف لے گئے تو اس وقت حضورؑ بیمار تھے اور حضور کو پیچش کی سخت تکلیف تھی اور حضور بار بار قضائے حاجت کے لئے جاتے تھے۔ میں حضورؑ کے قریب ہی ٹھہر گیا اور جب بھی حضورؑ رفع حاجت کے لئے اُٹھتے تھے میں فوراً حضورؑ کی خدمت میں پانی کا لوٹا حاضر کر دیتا تھا۔ حضور مجھے بار بار فرماتے تھے کہ میاں عبد العزیز آپ سو جائیں اگر ضرورت ہوئی تو میں آپ کو جگا لوں گا۔ مگر میں ساری رات مسلسل جاگتا رہا تاکہ ایسا نہ ہو کہ حضور مجھے کسی وقت آواز دیں اور میں نیند کی حالت میں حضور کی آواز کو نہ سُن سکوں اور حضورؑ کو تکلیف ہو۔ صبح اُٹھ کر حضرت مسیح موعودؑ نے مجلس میں خوش ہو کر فرمایا کہ اللہ تعالیٰ کا ہم پر کتنا فضل ہے کہ مسیح ناصری ایک شدید ابتلاء کے وقت میں لوگوں سے بار بار کہتا تھا کہ "جاگتے رہو اور دعا کرو" مگر وہ سو جاتے تھے۔ (متی باب ۲۶ آیت ۳۹ تا ۴۶) مگر ہم ایک عام بیماری کی حالت میں منشی عبد العزیز صاحب سے بار بار کہتے تھے کہ "سو جاؤ" مگر وہ ہماری وجہ سے ساری رات جاگتے رہے اور ان کی آنکھ تک نہیں جھپکی۔ (سیرت المہدی روایت نمبر ۱۰۰)

یہ پانچ مثالیں میں نے محض بطور نمونہ حضرت مسیح موعودؑ کے صحابیوں کے مختلف طبقات میں سے منتخب کی ہیں ورنہ آپؑ کے صحابہؓ خدا کے فضل سے آپ کی محبت اور عقیدت اور اخلاص اور قربانی اور نیکی میں حقیقۃً اس زمانہ میں دنیا کے لئے پاک اُسوہ اور حضرت مسیح موعودؑ کی صداقت کی زبردست دلیل تھے۔ حضرت مسیح ناصری کا یہ قول کتنا سچا اور کتنی گہری حقیقت پر مبنی ہے کہ :-

"درخت اپنے پھل سے پہچانا جاتا ہے"

مگر افسوس ہے کہ حضرت مسیح ناصری کو اپنی فلسطینی زندگی میں اپنے درخت کے شیریں پھل دیکھنے نصیب نہ ہوئے۔ اور حضرت مسیح کے آخری ابتلاء میں جو صلیب کی شکل میں رُونما ہوا مسیح کے حواریوں نے بڑی کمزوری اور بیوفائی دکھائی لیکن اللہ تعالیٰ نے اپنے محبوب رسولؐ کی برکت سے مسیح محمدی کو تھوڑی کثرت کے ساتھ نہایت شیریں پھل عطا کئے۔ چنانچہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام ایک جگہ اس خاص فضلِ الٰہی کا ذکر کرتے ہوئے بڑے شکر و امتنان کے ساتھ فرماتے ہیں کہ :-

"میں حلفاً کہہ سکتا ہوں کہ کم از کم ایک لاکھ آدمی میری جماعت میں ایسے ہیں جو سچے دل سے میرے پر ایمان لائے اور اعمالِ صالحہ بجا لاتے ہیں اور باتیں سننے کے وقت ایسے روتے ہیں کہ ان کے گریبان تر ہو جاتے ہیں۔ میں اپنے ہزارہا بیعت کنندوں میں اس قدر تبدیلی دیکھتا ہوں کہ موسےٰ نبی کے پیرواں سے جو ان کی زندگی میں ان پر ایمان لائے تھے ہزارہا درجہ ان کو بہتر خیال کرتا ہوں اور ان کے چہروں پر صحابہ کے اعتقاد اور صلاحیت کا نور پاتا ہوں ....
میں دیکھتا ہوں کہ میری جماعت نے جس قدر نیکی اور صلاحیت میں ترقی کی ہے یہ بھی ایک معجزہ ہے۔ ہزارہا آدمی دل سے فدا ہیں۔ اگر آج ان کو کہا جائے کہ اپنے تمام اموال سے دستبردار ہو جاؤ تو وہ دستبردار ہونے کے لئے مستعد ہیں۔ پھر بھی میں ہمیشہ ان کو اور ترقیات کے لئے ترغیب دیتا ہوں اور ان کی نیکیاں ان کو نہیں سناتا۔ مگر دل میں خوش ہوں (الذکر الحکیم نمبر ۴ صفحہ ۱۶ و صفحہ ۱۷)

سچ ہے اور پھر سچ ہے کہ "درخت اپنے پھل سے پہچانا جاتا ہے" خدا کرے کہ حضرت مسیح موعودؑ کے ہاتھ کا لگایا ہوا خدائی پودا قیامت تک اسی قسم کے شیریں پھل پیدا کرتا چلا جائے اور ہماری نسلیں اور پھر نسلوں کی نسلیں اس مقدس ورثہ کی قدر و قیمت کو پہچانیں جو حضرت مسیح موعودؑ کے صحابہؓ کے ذریعہ جماعت کو حاصل ہوا ہے۔

(۲۱)

مجھے ایک اور واقعہ یاد آیا جس میں ایک طرف مخلصین جماعت کی محبت اور عقیدت اور دوسری طرف حضرت مسیح موعودؑ کے حُسنِ تادیب و تربیت کی بڑی دلچسپ مثال ملتی ہے۔ جیسا کہ اکثر دوست جانتے ہیں دنیا کے لوگوں میں کسی عوامی لیڈر کے ساتھ اپنی دلچسپی اور عقیدت کے اظہار کا ایک معروف طریق یہ بھی ہے کہ بعض اوقات جب کوئی ہر دلعزیز لیڈر کسی شہر میں جاتا ہے تو اس شہر کے لوگ اس کی گاڑی میں گھوڑے جوتنے کی بجائے اس کے اکرام و احترام کی غرض سے اس کی گاڑی میں خود لگ جاتے ہیں اور اپنے ہاتھوں سے اس کی گاڑی کو کھینچتے ہیں۔ چنانچہ ایک دفعہ آخری ایام میں جب حضرت مسیح موعود علیہ السلام لاہور تشریف لے گئے۔ تو چند جوشیلے احمدی نوجوانوں کو دنیا کی نقل میں خیال آیا کہ ہم بھی اپنے پیارے امام کو گاڑی میں بٹھا کر اس کی گاڑی کو خود اپنے ہاتھوں سے کھینچیں اور اس طرح اپنی دلی محبت اور عقیدت کا ثبوت دیں۔ چنانچہ انہوں نے حضرت مسیح موعودؑ کی خدمت میں اپنی اس خواہش کا اظہار کیا کہ آج ہم حضور کی گاڑی کو کھینچنے کا شرف حاصل کریں گے۔ لیکن حضرت مسیح موعودؑ نے اس تجویز کو ناپسندیدگی سے ردّ فرما دیا اور نوجوانوں کی تربیت کے لئے فرمایا کہ :-

"ہم انسانوں کو حیوان بنانے کے لئے دنیا میں نہیں آئے۔ بلکہ حیوانوں کو انسان بنانے کے لئے آئے ہیں"

(روایات میاں عبد العزیز صاحب مغل
بحوالہ حیاتِ طیبہ صفحہ ۲۹۴ و صفحہ ۲۹۵)

یہ ایک سادہ سا بے ساختہ نکلا ہوا کلام ہے مگر ان الفاظ سے حضرت مسیح موعودؑ کے قلب صافی کے ان گہرے جذبات پر کتنی لطیف روشنی پڑتی ہے جو آپؑ اپنے آسمانی آقا کی طرف سے لے کر دنیا میں نازل ہوتے تھے۔ اگر کوئی دنیادار انسان ہوتا تو نوجوانوں کی اس پیشکش پر خوش ہوتا اور اسے اپنی عزت افزائی سمجھتا۔ مگر اس "آئینۂ جمال" کی شان دیکھو کہ اس کے نزدیک اس کے نفس کی عزت کا کوئی سوال نہیں تھا بلکہ صرف اور صرف اس پیغام کی عزت کا سوال تھا جو وہ خدا کی طرف سے لے کر آیا تھا۔ حق یہ ہے کہ اس وقت دنیا کا کثیر حصہ اپنے فطری روحانی جوہر کو کھو کر عملاً حیوانیت کی طرف جھک گیا ہے اور مادیت کے دبیز ظلماتی پردوں میں اس کی روحانیت اس طرح چھپ گئی ہے جس طرح کہ سورج گرہن کے وقت اس کی تیز روشنی پردوں کے سایہ کے پیچھے چھپ جایا کرتی ہے۔ اسی لئے جب خدا نے حضرت مسیح موعودؑ کو مبعوث فرمایا تو حضورؑ کو یہ الہام کیا کہ:-

یُحْیِی الدِّیْنَ وَیُقِیْمُ الشَّرِیْعَةَ
(تذکرہ صفحہ ۱۷ و صفحہ ۶۵۱)

"یعنی ہمارا یہ مسیح دین کو اس کے کمزور ہو جانے کے بعد پھر زندہ کرے گا اور اسلامی شریعت کو دنیا میں پھر دوبارہ قائم کردیگا"

بے شک مقابلہ سخت ہے اور بے حد سخت۔ اور کفر و شرک کی فوجیں چاروں طرف سے اسلام پر حملہ آور ہو رہی ہیں اور مادیت کی طاقتیں روحانیت کو کچلنے کے درپے ہیں مگر آخری فتح یقیناً حق کی ہوگی۔ اور حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا خدا داد مشن کامیاب ہو کر رہے گا۔ حضورؑ ایک جگہ خدا سے علم پاکر اپنے مشن کی کامیابی اور اسلام کے آخری غلبہ کے متعلق فرماتے ہیں دوست غور سے سنیں:-

"یقیناً سمجھو کہ (کفر و اسلام کی) اس لڑائی میں اسلام کو مغلوب اور عاجز دشمن کی طرح صلح جوئی کی حاجت نہیں بلکہ اب زمانہ اسلام کی روحانی تلوار کا ہے جیسا کہ وہ پہلے کسی وقت اپنی ظاہری طاقت دکھلا چکا ہے۔ یہ پیشگوئی یاد رکھو کہ عنقریب اس لڑائی میں بھی دشمن ذلت کے ساتھ پسپا ہوگا اور اسلام فتح پائے گا۔ حال کے علوم جدیدہ کیسے ہی زور آور حملے کریں اور کیسے ہی نئے نئے ہتھیاروں کے ساتھ چڑھ چڑھ کر آئیں مگر انجام کار ان کے لئے ہزیمت ہے۔ میں شکر نعمت کے طور پر کہتا ہوں کہ اسلام کی اعلیٰ طاقتوں کا مجھ کو علم دیا گیا ہے اور اس علم کی رُو سے میں کہتا ہوں کہ اسلام نہ صرف فلسفۂ جدیدہ کے حملہ سے اپنے تئیں بچائے گا بلکہ (زمانۂ حال کے علوم مخالفہ کو جہالتیں ثابت کر دے گا۔ اسلام کی سلطنت کو ان چڑھائیوں کی طرف سے کچھ بھی اندیشہ نہیں جو فلسفہ اور (علوم) طبعی کی طرف سے ہو رہی ہیں۔ اس کے اقبال کے دن نزدیک ہیں اور میں دیکھتا ہوں کہ آسمان پر اس کی فتح کے نشانات نمودار ہو رہے ہیں"
(آئینہ کمالات اسلام صفحہ ۲۵۴ و صفحہ ۲۵۵)

(۲۲)
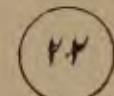
میں اپنی تقریر کے شروع میں بیان کر چکا ہوں کہ حضرت مسیح موعود کی بعثت کی دو بڑی غرضیں تھیں ایک غرض اسلام کے احیاء اور تجدید اور غلبہ سے تعلق رکھتی تھی اور دوسری غرض کا تعلق کسرِ صلیب سے تھا یعنی مسیحیت کے زور کو توڑ کر اور دنیا میں مسیح پرستی کو مٹا کر سچی توحید کو قائم کرنا۔ بے شک حضرت مسیح ناصریؑ خدا کے ایک برگزیدہ نبی تھے جن کی ہم دل و جان سے عزت کرتے ہیں۔ مگر ان کے بعد ان کی قوم نے یہ خطرناک ظلم ڈھایا کہ حق و صداقت کے رستہ کو چھوڑ کر انہیں خدا کا بیٹا بنا لیا۔ اور اس طرح دنیا میں ایک بھاری شرک کی بنیاد رکھ دی۔ حالانکہ مسیح کی ساری زندگی اور زندگی کا ہر لمحہ اس بات پر شاہد ناطق ہے کہ وہ خدا یا خدا کا بیٹا ہرگز نہیں تھا۔ بلکہ وہ دوسرے انسانوں کی طرح ایک عورت کے بطن سے پیدا ہوا اور کمزوری کی حالت میں ہی دنیا میں زندگی گزاری اور عاجزی اور فروتنی کے طریق پر اپنے خداداد مشن کی تبلیغ کی اور ہمیشہ خدائے واحد کی پرستش میں اپنا وقت گزارا اور پھر بدبخت یہودیوں نے اس مقدس انسان کے خلاف ایک جھوٹا مقدمہ کھڑا کر کے اسے صلیب کی سزا دلوادی مگر خدا نے اپنی معجزانہ تقدیر سے اسے اس لعنت کی موت سے بچا لیا۔ مسیحؑ کا کوئی ایک قول یا ان کی زندگی کا کوئی ایک

واقعہ بھی ایسا نہیں جو اسے دوسرے نبیوں سے ممتاز کرتا ہو بلکہ وہ ہمیشہ اپنے آپ کو حضرت موسیٰؑ کی شریعت کے تابع اور اسرائیلی سلسلہ کے خلفاء میں سے ایک خلیفہ اور ایک غیر تشریعی نبی کے طور پر پیش کرتا رہا۔ اور چونکہ حضرت مسیح موعودؑ بانیٔ سلسلہ احمدیہ بھی ایک مرسلِ یزدانی تھے اس لئے نہ صرف آسمانی برادری میں شامل ہونے کی حیثیت میں بلکہ مثیل مسیح ہونے کی حیثیت میں بھی آپؑ مسیح ناصریؑ سے محبت کرتے اور اسے عزت کی نظر سے دیکھتے تھے۔ مگر چونکہ آپؑ افضل الرسل حضرت خاتم النبیینؐ سید ولد آدم کے قدموں میں ظاہر ہونے والے خاتم الخلفاء تھے۔ اس لئے لازماً آپؑ کا درجہ خدا کے فضل سے مسیح ناصری سے بلند تھا۔ چنانچہ آپ اپنے ایک شعر میں فرماتے ہیں کہ

ابنِ مریم کے ذکر کو چھوڑو
اس سے بہتر غلام احمد ہے

(دافع البلاء)

دوسری طرف چونکہ مسیحیت کے عقاید بگڑ چکے تھے اور توحید کی جگہ تثلیث نے لے لی تھی جو شرک کا ہی دوسرا نام ہے اس لئے حضرت مسیح موعود نے اپنے فرضِ منصبی کے لحاظ سے مسیحیت کے باطل خیالات کا مقابلہ کرنے اور صلیب کے زور کو توڑنے میں انتہائی توجہ دی۔ اور تقریر اور تحریر کے ذریعہ ان کے غلط عقاید کا پورا پورا کھنڈن کیا۔ حتیٰ کہ مخالفوں تک نے آپؑ کو عیسائیوں اور آریوں کے مقابلہ پر "فتح نصیب جرنیل" کے لقب سے یاد کیا اور اس کے مقابل پر مسیحیوں نے بھی ہر رنگ میں حضرت مسیح موعودؑ کا مقابلہ کرنے اور حضورؑ کو نیچا دکھانے کی سر توڑ کوشش کی۔ اور ہر طرح کی امکانی چالوں سے کام لیتے ہوئے ایڑی چوٹی کا زور لگایا مگر اللہ تعالیٰ نے آپؑ کو ہر مقابلہ میں کامیاب اور سربلند کیا۔ اور آپ خدا کے فضل سے اس دارِ فانی سے کامیابی اور فتح و ظفر کا پرچم لہراتے ہوئے رخصت ہوئے اور اب آپؑ کے بعد آپ کی جماعت اپنے نہایت محدود وسائل کے باوجود آزاد دنیا کے قریباً ہر ملک میں اسلام کا جھنڈا بلند کرنے میں دن رات لگی ہوئی ہے اور مسیحیت پسپا ہو رہی ہے اور اسلام ترقی کر رہا ہے

اس تعلق میں ایک عجیب واقعہ مجھے یاد آیا کہ ایک دفعہ بٹالہ کے مسیحیوں نے جو قادیان کے قرب کی وجہ سے زیادہ تعصب رکھتے تھے اور حسد سے جلے جاتے تھے حضرت مسیح موعودؑ کے دلائل اور زوردار علم کلام کے سامنے عاجز آکر حضورؑ کی خدمت میں یہ چیلنج بھیجا کہ اگر آپ واقعی خدا کی طرف سے ہیں تو ہم ایک خط کے اندر کچھ عبارت لکھ کر اور اسے ایک سربمہر لفافے میں بند کر کے آپ کے سامنے میز پر رکھ دیتے ہیں اگر آپ سچے ہیں تو اپنی روحانی طاقت کے ذریعہ اس لفافہ کے اندر کا مضمون بتا دیں۔ ان کا خیال ہوگا کہ غالباً حضرت مسیح موعودؑ اس عجیب و غریب چیلنج کو ٹال دیں گے اور انہیں حضورؑ کے خلاف جھوٹے پراپیگنڈے کا موقعہ مل جائے گا۔ مگر حضرت مسیح موعودؑ نے اس چیلنج کے ملتے ہی غیرت کے ساتھ فرمایا کہ:-

"میں اس چیلنج کو قبول کرتا ہوں اور اس مقابلے کے لئے تیار ہوں کہ دعا اور روحانی توجہ کے ذریعہ آپ کے بند خط کا مضمون بتا دوں مگر شرط یہ ہے کہ اس کے بعد آپ لوگوں کو مسلمان ہونا ہوگا۔"

(اصحاب احمد جلد چہارم صفحہ ۱۰۴)

حضرت مسیح موعودؑ کے اس تحدی والے جواب کا عیسائیوں پر ایسا رعب پڑا کہ وہ ڈر کر بالکل خاموش ہو گئے۔ اور خود اپنی طرف سے چیلنج دینے کے بعد حضرت مسیح موعودؑ کے سامنے آنے کی جرأت نہ پائی اور مسیحیت کو شکست ہوئی اور اسلام کا بول بالا ہوا۔ یہ درست ہے کہ جیسا کہ قرآن مجید فرماتا ہے خدا کے رسولوں کو از خود غیب کا علم حاصل نہیں ہوتا۔ (سورۃ انعام آیت ۱۰۹) مگر یہ بھی درست ہے اور خدا کی ازلی سنت میں داخل ہے کہ وہ اکثر اپنی مشیت اور اپنے مصالح کے ماتحت نبیوں پر غیب کی خبریں ظاہر فرماتا رہتا ہے تاکہ خدائی دین کو خدائی نشانوں کے ذریعہ تقویت حاصل ہو۔

یاد رکھنا چاہیئے کہ عیسائیوں کے اس چیلنج کے جواب میں حضرت مسیح موعودؑ نے جو یہ فرمایا تھا کہ اگر میں بند خط کا مضمون بتا دوں تو پھر آپ لوگوں کو مسلمان ہونا ہوگا تو یہ کوئی رسمی جواب اور کوئی معمولی شرط نہیں تھی بلکہ حضرت مسیح موعودؑ کی صداقت اور اسلام کی سچائی کی ایک زبردست دلیل تھی۔ خدا کے مامور کوئی فضول اور عبث کام نہیں کیا کرتے اور نہ وہ نعوذ باللہ دنیا کے مداریوں کی طرح لوگوں کو تماشہ دکھاتے پھرتے ہیں۔ بلکہ ان کی غرض و غایت صرف حق کی تائید کرنا

اور صداقت کی طرف لوگوں کو دعوت دینا ہوتی ہے۔ اور وہ صرف یہی کام کرتے اور صرف اسی جگہ ہاتھ ڈالتے ہیں جہاں انہیں اپنے خداداد مشن کی تائید اور صداقت کی تصدیق کا کوئی سنجیدہ پہلو نظر آتے۔ کاش ٹبالہ کے عیسائی اس موقعہ پر مردانہ جرأت سے کام لے کر آگے آتے اور خدا اسلام کی تائید میں کوئی چمکتا ہوا نشان ظاہر کرتا جس سے دنیا کی روحانیت کو فائدہ پہنچتا اور حق کا بول بالا ہوتا حضرت مسیح موعودؑ اپنی ایک نظم میں عیسائیوں کو مخاطب کرکے فرماتے ہیں :-

آؤ عیسائیو! ادھر آؤ!! — نورِ حق دیکھو راہِ حق پاؤ

جس قدر خوبیاں ہیں فرقاں میں — کہیں انجیل میں تو دکھلاؤ

سر پہ خالق ہے اسکو یاد کرو — یونہی مخلوق کو نہ بہکاؤ

ہے یہ فرقاں میں اک عجیب اثر — کہ بناتا ہے عاشقِ دلبر

کوئے دلبر میں کھینچ لاتا ہے — پھر تو کیا کیا نشاں دکھاتا ہے

اس کے منکر جو بات کہتے ہیں — یونہی اک واہیات کہتے ہیں

بات جب ہو کہ میرے پاس آویں — میرے منہ پر وہ بات کہہ جاویں

مجھ سے اس دلستاں کا حال سنیں — مجھ سے وہ صورت و جمال سنیں

آنکھ پھوٹی تو خیر کان سہی — نہ سہی یونہی امتحان سہی

(براہین احمدیہ حصہ سوم)

مگر عیسائی دنیا یاد رکھے کہ وہ اس قسم کی ہوشیاری اور حیلہ جوئی سے بچ نہیں سکتے مسیحیت کے دن اب گنے جاچکے ہیں۔ صلیب ٹوٹ کر رہے گی اسلام بہرحال فتح پائے گا اور غالب ہوگا۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں :-

"میرا دل مُردہ پرستی کے فتنہ سے خون ہوتا جاتا ہے .... میں کبھی کا اس غم سے فنا ہو جاتا اگر میرا مولا اور میرا قادر و توانا (خدا) مجھے تسلی نہ دیتا کہ آخر توحید کی فتح ہے۔ غیر معبود ہلاک ہوں گے۔ اور جھوٹے خدا اپنی خدائی کے وجود سے منقطع کئے جائیں گے۔ مریم کی معبودانہ زندگی پر موت آئے گی اور نیز اس کا بیٹا اب ضرور مرے گا۔ خدا نے چاہا ہے کہ ان دونوں کی جھوٹی معبودانہ زندگی کو (دلائل اور براہین کے ذریعہ) موت کا مزا چکھائے۔ سو اب وہ دونوں مریں گے۔ کوئی ان کو بچا نہیں سکتا۔ اور وہ تمام خراب استعدادیں بھی مریں گی جو جھوٹے خداؤں کو قبول کر لیتی تھیں۔ نئی زمین ہوگی اور نیا آسمان ہوگا۔ وہ دن نزدیک آتے ہیں کہ سچائی کا آفتاب مغرب کی طرف سے چڑھے گا۔ اور یورپ کو سچے خدا کا پتہ لگے گا۔

(اشتہار ۱۴ر جنوری ۱۸۹۷ء و تذکرہ ص ۲۹۹)

۲۳

یہ سب کچھ جو ابھی بیان کیا گیا ہے خدائے عرش نے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کو الہاماً بتایا اور حضورؑ نے دنیا پر ظاہر فرمایا اور وہ اپنے وقت پر پورا ہوگا اور ضرور ہوگا۔ یہ ایک اٹل آسمانی تقدیر ہے جس کی تمام نبی اور تمام آسمانی پیغمبر اپنے اپنے وقت میں خبر دیتے آئے ہیں۔ اور ہمارے آقا حضرت سرورِ کائنات صلی اللہ علیہ وسلم (فداہٗ روحی وجنانی) نے خاص طور پر خدا کی قسم کھا کر خبر دی تھی کہ مہدی اور مسیح کے ظہور سے آخری زمانہ میں اسلام کے دوسرے اور دائمی غلبہ کا دور آئے گا۔ اور صلیبی عقائد اور صلیبی طاقتوں کا ہمیشہ کے لئے زور ٹوٹ جائے گا اور ایک نئی زمین ہوگی اور نیا آسمان۔ مگر یہ بھی خدا کا ہی بنایا ہوا ازلی قانون ہے کہ اس نے ہر امر میں کامیابی کے لئے تقدیر اور تدبیر کا مخلوط اور مشترکہ نظام قائم کر رکھا ہے تقدیر خدا کی مشیت اور خدا کے حکم کے ماتحت آسمان کی بلندیوں سے نازل ہوتی ہے اور اس کی تاریں فرشتوں کے ہاتھوں میں ہوتی ہیں۔ جو خدا کے حکم سے پردۂ غیب میں رہتے ہوئے خدائی نظام کو چلاتے ہیں۔ اور تدبیر کی تاریں خدائے علیم و حکیم نے بندوں کے ہاتھ میں دے رکھی ہیں۔ چنانچہ جب کسی مامور و مرسل کے ذریعہ دنیا میں کوئی نیا نظام قائم ہوتا ہے تو مومنوں کا گروہ خدا کی انگلی کو دیکھ کر اس کی تقدیر کے حق میں اپنی تدبیروں کو حرکت دینا شروع کر دیتا ہے۔ اور پھر یہ دونوں حرکتیں مل کر دنیا میں ایک عظیم الشان تبدیلی پیدا کر دیتی ہیں۔ چنانچہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم اور آپؐ کے صحابہ نے خدا کی طرف سے فتح اور غلبہ کی عظیم الشان بشارتوں کے باوجود ظاہری تدبیر کے ماتحت اسلام کی خدمت کے لئے اتنی قربانیاں کیں کہ دنیا کی تاریخ میں اس کی مثال نہیں ملتی اسی طرح جہاں حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے آئندہ ہونے والے غیر معمولی تغیرات اور اسلام و احمدیت کے عالمگیر غلبہ کی پیشگوئی فرمائی ہے وہاں حضور نے اپنی جماعت کو بھی زبردست تحریک کے ذریعہ ہوشیار کیا ہے کہ اس الٰہی تقدیر کے پیچھے اپنی تدبیر کے گھوڑے ڈال دو۔ اور پھر خدا کی قدرت کا تماشہ دیکھو چنانچہ حضور فرماتے ہیں :-

"سچائی کی فتح ہوگی اور اسلام کے لئے پھر اس تازگی اور روشنی کا دن آئے گا۔ جو پہلے وقتوں میں آچکا ہے اور وہ آفتاب اپنے پورے کمال کے ساتھ پھر چڑھے گا جیسا کہ پہلے چڑھ چکا ہے لیکن ابھی ایسا نہیں۔ ضرور ہے کہ آسمان اسے چڑھنے سے روکے رہے جب تک کہ محنت اور جانفشانی سے ہمارے جگر خون نہ ہو جائیں اور ہم اپنے سارے آراموں کو اس کے ظہور کے لئے نہ کھو دیں۔ اور اعزازِ اسلام کے لئے ساری ذلتیں قبول نہ کریں۔ اسلام کا زندہ ہونا ہم سے ایک فدیہ مانگتا ہے۔ وہ (فدیہ) کیا ہے؟ ہمارا اسی راہ میں مرنا۔ یہی موت ہے جس پر اسلام کی زندگی مسلمانوں کی زندگی اور زندہ خدا کی تجلّی موقوف ہے"

(فتح اسلام ص ۱۵)

اور بالآخر اپنی جماعت کو نصیحت کرتے ہوئے حضرت مسیح موعودؑ فرماتے ہیں اور دوست غور سے سنیں کہ کس محبت اور درد کے ساتھ فرماتے ہیں کہ :-

"اے میرے عزیزو! اے میرے پیارو!! اے میرے درختِ وجود کی سرسبز شاخو!!! جو خدا تعالیٰ کی رحمت سے میرے سلسلہ بیعت میں داخل ہو اور اپنی زندگی اپنا آرام اور اپنا مال اس راہ میں فدا کر رہے ہو (سنو کہ) میرا دوست کون ہے؟ اور میرا عزیز کون ہے؟ وہی جو مجھے پہچانتا ہے۔ مجھے کون پہچانتا ہے؟ صرف وہی جو مجھ پر یقین رکھتا ہو کہ میں (خدا کی طرف سے) بھیجا گیا ہوں۔ اور مجھے اسی طرح قبول کرتا ہے جس طرح وہ لوگ قبول کئے جاتے ہیں جو بھیجے گئے ہوں۔ دنیا مجھے قبول نہیں کر سکتی کیونکہ میں دنیا میں سے نہیں ہوں۔ مگر جن کی فطرت کو اس عالم سے حصہ دیا گیا ہے وہ مجھے قبول کرتے ہیں اور کریں گے جو مجھے چھوڑتا ہے وہ اس کو چھوڑتا ہے جس نے مجھے بھیجا ہے اور جو مجھ سے پیوند کرتا ہے وہ اس سے پیوند کرتا ہے جس کی طرف سے میں آیا ہوں۔ میرے ہاتھ میں ایک چراغ ہے جو شخص میرے پاس آتا ہے ضرور وہ اس روشنی سے حصہ لے گا۔ مگر جو شخص وہم اور بدگمانی کی وجہ سے دور بھاگتا ہے وہ ظلمت میں ڈال دیا جائیگا اس زمانہ کا حصنِ حصین میں ہوں جو مجھ میں داخل ہوتا ہے وہ چوروں اور قزاقوں اور درندوں سے اپنی جان بچائے گا۔ مگر جو شخص میری دیواروں سے دور رہنا چاہتا ہے ہر طرف سے اس کو موت درپیش ہے اور اس کی لاش بھی سلامت نہیں رہے گی (یعنی روحانی رنگ میں اس کا نام و نشان تک مٹ جائے گا) مجھ میں کون داخل ہوتا ہے وہ جو بدی کو چھوڑتا اور نیکی کو اختیار کرتا ہے اور کجی کو چھوڑتا اور راستی پر قدم مارتا ہے۔ اور شیطان کی غلامی سے آزاد ہوتا ہے اور خدا تعالےٰ کا ایک مطیع بندہ بن جاتا ہے۔ ہر ایک جو ایسا کرتا ہے وہ مجھ میں ہے اور میں اس میں ہوں"

(فتح اسلام ص ۳۴)

خدا کرے کہ ہم اور ہماری نسلیں ہمیشہ ہمیش حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے "درختِ وجود کی سرسبز شاخیں" بن کر رہیں۔ اور ہمارے ذریعہ رسول پاک صلے اللہ علیہ وسلم اور حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے نام نامی اور اسماء گرامی چار اکنافِ عالم میں فتح و ظفر کے نقاروں کے ساتھ گونجیں اور خدا کا یہ کلام اپنی کامل شان کے ساتھ پورا ہو کہ :-

"پائے محمدیاں بر منارِ بلند تر محکم افتاد"

آمین یَا رَبَّ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرَضِیْنَ

خاکسار

مرزا بشیر احمد

ربوہ ۲۸ر دسمبر ۱۹۶۲ء

یومِ مصلح موعود کی مبارک تقریب

پر

قادیان میں شاندار پُروقار جلسہ

مرتبہ مکرم گیانی بشیر احمد صاحب ناصر بی۔ اے قادیان

قادیان ۲۰ فروری۔ آج مسجد اقصےٰ میں زیرِ انتظام لوکل انجمن احمدیہ "یوم مصلح موعود" کا شاندار جلسہ منعقد ہوا۔ جلسہ کی کارروائی حضرت مولوی عبدالرحمٰن صاحب فاضل امیر مقامی کی صدارت میں ساڑھے نو بجے صبح شروع ہوئی۔ سب سے پہلے صاحب صدر نے جلسہ کی غرض و غایت بیان کرتے ہوئے فرمایا کہ جس طرح آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے متعلق گزشتہ انبیاء نے پیشگوئیاں فرمائی تھیں اسی طرح حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی آمد کے متعلق آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے بشارت دی اور پھر حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے مصلح موعود کی آمد کی بشارت دی۔ صاحب صدر نے فرمایا کہ مصلح موعود کے متعلق صرف حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے ہی نہیں بلکہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم اور اولیائے امت نے بھی پیشگوئیاں فرمائی تھیں۔ اور آج کا جلسہ پیشگوئی مصلح موعود کے مختلف پہلوؤں کی وضاحت کے لئے ہی منعقد کیا گیا ہے۔

اس کے بعد جلسہ کی باقاعدہ کارروائی تلاوت قرآن مجید سے آغاز پذیر ہوئی جو مکرم حافظ الٰہ دین صاحب نے کی۔ بعد ازاں مکرم ملک بشیر احمد صاحب ناصر نے حضرت مسیح موعود کی نظم محمود کی آمین میں سے چند منتخب اشعار خوش الحانی سے سنا کر حاضرین کو محظوظ کیا۔

پیشگوئی مصلح موعود کا پس منظر

پہلے نمبر پر مکرم مولوی عبدالقادر صاحب فاضل دہلوی نے پیشگوئی مصلح موعود کے پس منظر پر تقریر فرمائی جس میں آپ نے بیان کیا کہ کس طرح انبیاء نے دن رات کی کوششوں اور شبانہ روز دعاؤں کے ذریعہ اللہ تعالےٰ کی طرف سے عاید کردہ ذمہ داریوں سے عہدہ برآ ہونے کی سعی کی۔ چونکہ انبیاء کی زندگی بشری لحاظ سے محدود ہوتی ہے اس لئے ان کی یہ بھی خواہش رہی ہے کہ ان کے لائے ہوئے پیغام کو ان کی اولاد اور متبعین اپنا لائحہ عمل بناتے ہوئے اسے تکمیل تک پہنچائیں۔ تقریر جاری رکھتے ہوئے فاضل مقرر نے بیان کیا کہ جب حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے اسلام کی صداقت اور حقیقت کے متعلق نشانات دکھانے کا وعدہ کرتے ہوئے ہر طالب صادق کو قادیان آنے کی دعوت دی اور ایسے اشتہارات کو دور دراز کے ممالک تک پہنچا دیا تو اس ضمن میں قادیان کے بعض ہندو ساہوکاروں نے آپ سے نشان نمائی کی درخواست کی اور آپ نے ان کی درخواست کو قبول فرماتے ہوئے بارگاہِ الٰہی میں توجہ فرمائی تو آپ کو بتایا گیا کہ آپ کی عقدہ کشائی ہوشیارپور میں ہوگی۔ چنانچہ آپ ہوشیارپور تشریف لے گئے۔ اور چالیس روز چلّہ کشی فرمائی اور اللہ تعالےٰ کے حضور دعائیں کرتے رہے جس پر اللہ تعالےٰ نے آپ کو مصلح موعود کا نشان عطا فرمایا۔

متن پیشگوئی مُصلح موعود

پہلی تقریر کے بعد دوسرے نمبر پر مکرم مولوی محمد صادق صاحب ناقد فاضل نے پیشگوئی مصلح موعود کا اصل متن پڑھ کر سنایا۔

بعد ازاں مکرم مولوی محمد حفیظ صاحب فاضل نے پیشگوئی کے الفاظ

"تا دینِ اسلام کا شرف اور کلام اللہ کا مرتبہ لوگوں پر ظاہر ہو"

کے موضوع پر تقریر شروع فرمائی جس میں آپ نے موضوع کی وضاحت کرتے ہوئے بیان کیا کہ دینِ اسلام کا شرف اور کلام اللہ کا مرتبہ لوگوں پر ظاہر کرنے کے لحاظ سے مصلح موعود کا کام عالمگیر ہے۔ مضمون کی شق اوّل کی وضاحت کرتے ہوئے فاضل مقرر نے فرمایا کہ مصلح موعود کا وجود ہی آیت قرآنیہ تُؤْتِیْ اُکُلَھَا کُلَّ حِیْنٍ بِاِذْنِ رَبِّھَا کے ماتحت دینِ اسلام کے شرف کی زندہ دلیل ہے۔ کیونکہ آج سے چودہ سو سال قبل آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے ظہورِ مسیح موعود کی خبر کے ساتھ ہی یتزوّج ویولد لہٗ فرما کر مسیح موعود کو مبارک اور مبشر اولاد عطا کئے جانے کی بشارت دے رکھی تھی۔

دوسرے نمبر پر آپ نے مصلح موعود کے ذریعہ خلافت کے استحکام کو اسلام کے شرف کا ذریعہ قرار دیا۔ باوجودیکہ عامۃ المسلمین کی طرف سے خلافتِ اسلامیہ قائم کرنے کے لئے انتہائی کوششیں کیں مگر ان کی کوششیں ناکام ہوئیں۔ مگر آیۂ استخلاف کے ماتحت اللہ تعالےٰ کی قائم کردہ خلافتِ اسلامیہ احمدیہ ہی کامیاب ہوئی۔

تقریر جاری رکھتے ہوئے آپ نے بتایا کہ اسلام کا شرف مصلح موعود کے ذریعہ اس طرح بھی ظاہر ہوا کہ آیت قرآنیہ اِنَّ الَّذِیْنَ قَالُوْا رَبُّنَا اللّٰہُ ثُمَّ اسْتَقَامُوْا تَتَنَزَّلُ عَلَیْھِمُ الْمَلٰٓئِکَۃُ الخ۔ میں اسلام کا امتیازی نشان الہام و کلام کے اجراء کو قرار دیا گیا ہے۔ چنانچہ خدا کے فضل سے حضرت مصلح موعود ایدہ اللہ تعالےٰ کو خدا تعالےٰ سے یہ نعمت بھی حاصل ہے۔ حضور کو بتائی گئی بہت سی اخبار غیبیہ اپنے وقت پر پوری ہو کر اس امر کا ثبوت دے چکی ہیں کہ اللہ تعالےٰ آپ سے کلام کرتا ہے۔

دوسرے حصہ میں کلام اللہ کا مرتبہ لوگوں پر ظاہر کرنے کے لحاظ سے فاضل مقرر نے حضرت مصلح موعود ایدہ اللہ الودود کے ذریعہ قرآن کریم کے تراجم مختلف زبانوں میں کئے جانے، دیباچہ قرآن مجید تحریر فرما کر دوسرے مذاہب کی تعلیم پر قرآنی تعلیم کی برتری ثابت کرنے اور تفسیر صغیر و تفسیر کبیر شائع فرمانے سے ذکر کیا اور ثابت کیا کہ ایسے کارہائے نمایاں کے ساتھ مصلح موعود نے کلام اللہ کا بلند مرتبہ لوگوں پر ظاہر کر دیا۔

اس کے بعد مکرم مولوی محمد کریم الدین صاحب شاہد نے پیشگوئی کے الفاظ

"ہم اس میں اپنی رُوح ڈالیں گے
خدا کا سایہ اس کے سر پر ہوگا۔ وہ
جلد جلد بڑھے گا"

کے موضوع پر تقریر کی۔ آپ نے آیۂ کریمہ یُلْقِی الرُّوْحَ مِنْ اَمْرِہٖ عَلٰی مَنْ یَّشَآءُ مِنْ عِبَادِہٖ سے استنباط کر کے بتایا کہ رُوح سے مراد کلام الٰہی ہے۔ چنانچہ ہم دیکھتے ہیں کہ اللہ تعالےٰ نے حضرت مصلح موعود ایدہ اللہ الودود کو کثرت سے اپنے کلام سے نوازا ہے چنانچہ شروع زمانۂ خلافت میں اللہ تعالےٰ نے پیغامیوں کی ناکامی کے متعلق لَنُمَزِّقَنَّھُمْ فرما کر خبر دی

فتنۂ احرار کے زمانہ میں آپ نے قبل از وقت اللہ تعالےٰ سے خبر پا کر ان کی ناکامی کا اعلان کرتے ہوئے فرمایا کہ میں احرار کے پاؤں کے نیچے سے زمین نکلتی دیکھتا ہوں۔ اسی ضمن میں مقرر نے دوسری جنگِ عظیم سے متعلق بعض امور، قحط سالی کی پیشگوئی اور قرآن کریم کی تفسیر کے متعلق رؤیا کا بھی ذکر کیا۔

"خدا کا سایہ اس کے سر پر ہوگا" کی تشریح بیان کرتے ہوئے فاضل مقرر نے حضرت خلیفۃ المسیح الاوّل رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی وفات کے بعد غیر مبائعین کی طرف سے خلافت کو مٹانے کی کوششوں اور ان کی ناکامیوں، شروع خلافت ثانیہ میں صدر انجمن احمدیہ کے مقروض ہونے اور اس کے مقابل پر آج پچیس لاکھ سے بھی زائد سالانہ بجٹ والی غیر ذی زرع میں ... کی آبادی، ۱۹۵۳ء میں اینٹی احمدیہ ایجی ٹیشن کے وقت غیر معمولی نصرتِ الٰہی اور حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے زمانہ کے ابتدائی جلسہ سالانہ میں پچھتر آدمیوں کی شمولیت کے مقابلہ پر آج ایک لاکھ انسانوں کے جمِ غفیر کا ذکر کیا۔

تقریر کے آخر میں آپ نے الہامی الفاظ جلد جلد بڑھنے کی تشریح کے طور پر حضرت مصلح موعود ایدہ اللہ الودود کے آغازِ جوانی میں ہی نوجوانوں کی انجمن تشحیذ الاذہان اور ۱۹۱۱ء میں مجلس انصار اللہ کے قیام، ۱۹۱۲ء میں حج بیت اللہ شریف، ۱۹۱۳ء میں الفضل کے اجراء اور ۱۹۱۴ء میں مسندِ خلافت پر متمکن ہونے کو پیش کیا۔ آپ نے بتایا کہ ان واقعات کی شان اور بھی دوبالا ہو جاتی ہے جب ہم دیکھتے ہیں کہ ان سب کے متعلق مصلح موعود کی ولادت سے بھی قبل اللہ تعالےٰ کی طرف سے اطلاع دی گئی تھی۔ جو بعینہٖ پوری ہوئی۔

زمین کے کناروں تک شہرت پائیگا اور قومیں اس سے برکت پائیں گی

محترم صاحبزادہ مرزا وسیم احمد صاحب نے مندرجہ بالا موضوع پر تقریر فرمائی۔ تقریر کے آغاز میں آپ نے قرآنی آیت قُلْ یٰٓاَیُّھَا النَّاسُ اِنِّیْ رَسُوْلُ اللّٰہِ اِلَیْکُمْ جَمِیْعًا کے ماتحت آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کی عالمگیر بعثت اور آیت اَلْیَوْمَ اَکْمَلْتُ لَکُمْ دِیْنَکُمْ وَاَتْمَمْتُ عَلَیْکُمْ نِعْمَتِیْ کے ماتحت اسلامی شریعت کی تکمیل کا ذکر کرتے ہوئے بیان کیا کہ آیت لِیُظْھِرَہٗ عَلَی الدِّیْنِ کُلِّہٖ کے ماتحت تکمیلِ اشاعت کا کام مسیح موعود سے متعلق ہے اور تمام مفسرین نے بھی اس مفہوم کی تائید کی ہے۔ چنانچہ اللہ تعالےٰ نے حضرت مسیح موعودؑ کو ہندوستان میں مبعوث فرمایا جسے اگر تمام ادیان کی منڈی کہا جائے تو بیجا نہ ہوگا۔ چنانچہ حضرت مسیح موعود نے اپنے آغازِ شباب سے ہی اسلام کی برتری تمام مذاہب پر ثابت کرنی شروع کر دی۔ اسی مبارک ماحول میں حضرت مصلح موعود ایدہ اللہ الودود کی پرورش ہوئی۔ اللہ تعالیٰ نے آپ کو نہ صرف قرآن مجید کے علوم سے وافر حصہ عطا فرمایا بلکہ ان کی وسیع اشاعت کے ذرائع بھی عطا فرمائے۔ اور آپ نے قرآن کریم کے تراجم دنیا کی مختلف زبانوں میں شائع فرمائے۔ عیسائیت کے مراکز یورپ، امریکہ اور افریقہ میں مساجد کا قیام فرمایا اور مبلغین کا لشکر ان ممالک میں بھجوایا اور اس طرح اسلام اور احمدیت کی شہرت کے ساتھ ساتھ مصلح موعود نے بھی ...

جزیرۂ ماریشس کے دو معزز احمدیوں کی بمبئی میں تشریف آوری

از مکرم مولوی سمیع اللہ صاحب انچارج احمدیہ مشن بمبئی

آج میں نے اپنے اہل وعیال کے ساتھ بمبئی کی ایک مشہور بندرگاہ "بلاڈ پیئر" پر جزیرۂ ماریشس کے دو مخلص احمدیوں کو الوداع کہی۔

مکرم احمد یداللہ صاحب اپنی اہلیہ محترمہ کے ساتھ قادیان اور ربوہ کے جلسہ سالانہ میں شرکت کر کے ۸ رفروری کو بمبئی پہونچے اور ۱۵ رفروری کو بی آئی کے ایک بحری جہاز Omnasay سے لنڈن کو روانہ ہوئے جہاں ان کا ایک لڑکا زیر تعلیم ہے۔ وہاں سے یہ دونوں میاں بیوی حج بیت اللہ کو جائیں گے۔

مسٹر احمد یداللہ کے دادا آرہ صوبہ بہار کے رہنے والے تھے۔ انگریزوں کے دور حکومت میں جب ہندوستان کے مزدور ل سے دور دراز کے چھوٹے چھوٹے جزیرے آباد کئے گئے، جیسے جزیرہ فجی اور ٹرینیڈاڈ اور ماریشس تو انگریز ان کے دادا کو بھی سو طرح کی امیدیں دلا کر جزیرۂ ماریشس لے گئے۔ وہاں انہوں نے مزدوری کر کے کچھ جائداد پیدا کی۔ اور آج اللہ تعالیٰ کے فضل سے ان کی اولاد صرف دنیوی نہیں بلکہ دینی دولت سے بھی مالا مال ہے

انگریز قدرت کے بہت سے منصوبوں کو جامۂ عمل پہنانے کے لئے برسر اقتدار آئے تھے۔ ہندوستان کے ایک غریب مگر نیک دل طبقے کا ان جزائر میں جا کر آباد ہونا ایک خدائی منصوبہ تھا حضرت مسیح موعود جو یہ وعدۂ الٰہی لے کر مبعوث ہوئے تھے کہ

"میں تیری تبلیغ کو زمین کے کناروں تک پہنچاؤں گا۔"

یہ اس وعدے کے پورا کرنے کا ایک سامان تھا۔ آج ان مزدوروں کی اولاد چھ سات ہزار میل کا سفر کر کے حضرت مسیح موعود علیہ السلام پر درود وسلام پڑھتی ہوئی "گیٹ وے آف انڈیا" میں داخل ہوتی ہے۔ اور خدائی منصوبے کی تکمیل اور وعدۂ الٰہی کی وفا کا زندہ ثبوت دیتی ہے۔

اگرچہ تاریخ بہت مشکل سے اپنے بھید بتاتی ہے مگر اندھیرے اجالے میں ٹٹول کر انسان کچھ راز معلوم کر ہی لیتا ہے۔ اس وقت ان ہندوستانی مزدوروں کی اولاد کے ذریعہ خدا کی دو تقدیریں ظاہر ہونا چاہتی ہیں۔ پہلی تقدیر ہے دنیا کے کناروں تک احمدیت کی رسائی اور دوسری تقدیر ہے ہندوستان کی عظمت جس کی شان میں خدا نے یہ فرمایا کہ

"رسول اللہ پناہ گزیں ہوئے قلعۂ ہند میں"

انگریز تو ان مزدوروں کو زراعتی اور صنعتی منفعت حاصل کرنے کے لئے ان جزائر میں لے گئے۔ انہیں ایک دور اندیش قوم ہونے کے باوجود کیا معلوم تھا کہ یہ مزدور ان جزائر کے مستقبل پر کس طرح اثر انداز ہوں گے۔ آج ان جزائر میں بھی آزادی کی تحریکیں زور پکڑ رہی ہیں۔ جس دن یہ جزیرے غیر ملکی اقتدار سے آزاد ہوئے ان کا ہندوستان سے تعلق مضبوط ہو جائے گا۔ اور ہندوستان ہی خارجی اور داخلی معاملات میں ان کی رہنمائی کرے گا۔ یہ تاریخ اور سیاست کی ایک طبعی رفتار ہے۔ اس سے فرار ممکن نہیں۔ بھلا انگریزوں کو اس تقدیر الٰہی کی کیا خبر تھی۔ وہ کیا جانتا تھا کہ اس طرح اللہ تعالیٰ ساری دنیا کے اردگرد آزاد و باثر احمدیوں کا گھیرا ڈالنا چاہتا ہے۔!

ہم احمدیوں کے لئے سب سے سبق آموز ان دور دراز سے آنے والے بھائیوں کا جوش و اخلاص ہے۔ جب مسٹر احمد نے اپنے سفر کا لمبا چوڑا پروگرام سنانا شروع کیا تو میں سوچ رہا تھا کہ ان کے پروگرام میں آبائی وطن آرہ کا سفر بھی شامل ہوگا مگر انہوں نے آرہ کا نام نہیں لیا۔ اس "دورِ وطنیت" میں ایک انسان کا اپنے اصل وطن کی سرزمین سے اتنا بے نیاز ہونا اخلاص ووفا کا ثبوت تھا۔ ایسا اخلاص جس کی تہ در قیمت کا بہت سے ہندوستانی احمدی اندازہ بھی نہیں لگا سکتے۔ سچ ہے بعض اوقات قربت بھی حجاب بن جاتی ہے ہمیں نزدیکی نے وہ فائدہ نہیں پہنچایا جو انہیں دوری نے پہنچایا۔

اخوت، مساوات اور ایک مثالی معاشرہ قائم کرنے کی تڑپ جو ان کے دلوں میں پائی جاتی ہے ہم میں سے بہتیرے اس سے بے نصیب ہیں۔ قادیان اور ربوہ کی تربیت ہمارے دل میں جو عمل صالح کا ایک چراغ جلاتی ہے ہم اسے بجھا دیا کرتے ہیں۔ لیکن ہمارے غیر ملکی بھائیوں میں کتنے ایسے ہیں جو دوری اور جدائی کی آگ میں تپ کر کندن ہو گئے ہیں۔ ہم تو دور سے آنے والوں کو دیکھتے ہیں کہ وہ وطنیت کے معزز تقاضوں سے اپنے کو الگ رکھتے ہیں اور یہاں چند دن رہ کر اخوت و مساوات کی حسین یادیں چھوڑ جاتے ہیں

تبصرہ

"مذہب کے نام پر خون"

از مکرم مولوی سمیع اللہ صاحب انچارج احمدیہ مشن بمبئی

یہ نام ہے حضرت صاحبزادہ مرزا طاہر احمد صاحب کی اس مایۂ ناز تصنیف کا جس کے ذریعہ آپ نے اسلام کے صحیح حسن سے قارئین کو متعارف کرنے کی کامیاب کوشش کی ہے۔

محاسن اسلام میں اخوت مساوات اور آزادئ عقیدہ و عبادت گلہائے سرسبد کی حیثیت رکھتی ہیں۔ مگر جب اسلامی تحریک مکہ اور مدینہ سے نکل کر دمشق و بغداد آئی اور آمریت و استبداد کا دور شروع ہوا تو اسلام کے نام پر بعض ایسے ہولناک واقعات ہوئے جن میں سراسر جبر و اکراہ کا رنگ پایا جاتا تھا۔ اس کے بعد جوں جوں اسلام کے نئے نئے مرکز قائم ہوتے گئے ہر مرکز کے فرمانروا اور ان کے درباری علما کو اپنی گرفت مضبوط کرنے کے لئے اور بھی خطرناک جبر و اکراہ سے کام لینا پڑا۔ وہ زمانہ ایسا تھا کہ ہر کام مذہب کے نام پر کیا جاتا تھا اس لئے یہ جبر و اکراہ بھی اسلامی تعلیمات کی طرف منسوب ہو گیا۔ اور ان میں سے "قتل مرتد" کا خیال اسلام کا ایک حکم کہلانے لگا۔

درباری اور جاہ پرست علماء نے بھی اس کے ثبوت میں قلم کی خوب جولانی دکھائی۔ نتیجہ یہ ہوا کہ مخالفین اسلام کو اعتراض کرنے کا ایک ٹھوس موقعہ مل گیا۔ اور ان سمجھوں نے رفتہ رفتہ اس مسئلے کو پیش کر کے اسلام کو بدنام کر دیا

مسلمان جب تک کرسئ اقتدار پر قابض رہے انہیں اس اعتراض کی نزاکت کا احساس نہیں ہوا وہ سمجھتے تھے کہ زمانہ اس طرح ہمیشہ ان کا ساتھ دیتا رہے گا۔ لیکن اب کہ نہ صرف مسلمان کرسئ اقتدار سے اتار دئے گئے ہیں۔ بلکہ ساری دنیا اپنے اپنے ملک کے لئے ایک دستور مرتب کر رہی ہے۔ یہ مسئلہ بہت نازک صورت اختیار کر گیا ہے۔ مسلمان جب اسلامی مملکت کا مطالبہ کرتے ہیں تو ان سے یہی سوال ہوتا ہے کہ تمہاری مملکت کا دستور کیا ہوگا۔

اسلام کوئی جامد مذہب نہیں۔ اس لئے اس نے ہمارے سامنے حکمرانی کی جزئیات پیش نہیں کی ہیں۔ ان کو ہماری ضرورت اور صوابدید پر چھوڑ دیا ہے۔ پاکستان جس کا قیام ہی ایک اسلامی مملکت کے تصور پر ہوا ہے وہاں بھی دن بدن یہ مطالبہ شدت اختیار کرتا جا رہا ہے کہ اس اسلامی حکومت کا دستور کیا ہوگا۔ اس وقت اس مسئلہ پر سب سے زیادہ مولانا ابوالاعلیٰ مودودی روشنی ڈال رہے ہیں انہوں نے اسلامی دستور کی وضاحت کرتے ہوئے "قتل مرتد" کے خیال کی بڑی شد و مد سے حمایت کی ہے اور سند جواز پر اشتراکی حکومت بھی پیش کی ہے لیکن ایک سنجیدہ آدمی تھوڑی سی دیر میں سمجھ سکتا ہے کہ جس مملکت میں قتل مرتد جیسے احکام ہوں گے اس میں ایک بڑا طبقہ ضمیر فروشوں، منافقوں اور خفیہ ریشہ دوانی کرنے والوں کا ہوگا۔ اور ظاہر ہے کہ جس حکومت میں ایسے لوگوں کی معتد بہ تعداد ہوگی اسکو کبھی استحکام حاصل نہیں ہو سکتا۔

قرآن پاک کبھی ایسی فساد انگیز تعلیم نہیں دے سکتا۔ اس نے تو اسلام کی بنیاد رواداری کے اعلیٰ اصول پر رکھی ہے۔ لا اکراہ فی الدین۔ لکم دینکم ولی دین۔ فمن شاء فلیؤمن ومن شاء فلیکفر جیسی تعلیم دیتا ہے لیکن مولانا مودودی صاحب نے اسلام کی یہ زریں ہدایت چھوڑ کر ایک آمرانہ حکومت قائم کرنے کا بیڑا اٹھا رکھا ہے۔ شاید اس سے پہلے اسلام کے نام پر اتنی خطرناک مہم چلانے کی اور کسی کو جرأت نہیں ہوئی۔

میرا خیال ہے کہ قرآن کریم میں جو ایک دابۃ الارض کا ذکر آیا ہے مولانا مودودی صاحب اس کے مظہر کامل ہیں اسی لئے وہ اسلامی اقلیتوں کے بارے میں یہ مطالبہ کرتے رہتے ہیں کہ ان کو غیر مسلم قرار دینا چاہیئے۔ مودودی صاحب کا کردار دابۃ الارض کے کردار سے حرف حرف ملتا ہے۔

صاحبزادہ حضرت مرزا طاہر احمد صاحب نے مودودی صاحب کے اس فتنہ انگیز نظریے کا جس حسین انداز میں تعاقب کیا ہے۔ اسے پڑھ کر بے اختیار زبان سے جزاک اللہ و مبارکباد کے الفاظ نکلتے ہیں۔ اس موضوع پر اور بھی کئی کتابیں لکھی گئی ہیں مگر جو حسن بیان، زبان کی شگفتگی اور جامعیت اس میں پائی جاتی ہے وہ کسی اور میں نہیں اس کے پڑھتے ہی یہ محسوس ہوتا ہے کہ یہ باغ قدس کے کسی عندلیب کی زمزمہ پیرائی ہے اس تحریر میں وہ فراست و بصیرت کام کر رہی ہے جو کسی نبیرۂ حضرت مسیح موعود علیہ السلام ہی کا حصہ ہو سکتی ہے۔

محترم صاحبزادہ صاحب نے اس کتاب میں قتل مرتد کے اور بہت سے متعلقات پر بحث کی ہے اور ہمارے سامنے اسکو ایک جامع و مانع کتاب بنا کر پیش کیا ہے تمام دوستوں کو اسکا مطالعہ کرنا چاہیئے اور غیر مسلموں کو بھی اس کے مطالعہ کی دعوت دینی چاہیئے۔ میں اس کامیاب تصنیف پر حضرت صاحبزادہ صاحب کو مبارکباد

(باقی حاشیہ پر)

پیش کرتا ہوں۔ آپ نے اس لطیف تصنیف کا ایک نسخہ میرے نام بھیج کر جو میری عزت افزائی کی ہے اس کا تہ دل سے مشکور ہوں

قادیان میں اجتماعی دعا اور عید الفطر کی تقریب

قادیان ۲۰ ۲۶ مارچ فروری۔ رمضان المبارک کے تیس روزے پورے ہو جانے کے بعد آج مقامی طور پر عید الفطر کی مبارک تقریب مسنون طریق پر نہایت خوش اسلوبی سے منائی گئی۔ مسجد اقصیٰ میں جو قرآن کریم کا درس ہو رہا تھا حسب پروگرام اس کا یہ دور ۲۹ ویں رمضان المبارک کو پورا ہو گیا اس موقعہ پر حسب دستور سابق اجتماعی دعا کا بھی پروگرام رہا۔ یوں تو یہ درس روزانہ ہی نماز ظہر سے لے کر نماز عصر تک دیا جاتا رہا تھا لیکن آخری دن چونکہ اجتماعی دعا کی جاتی تھی جس میں سب مقامی احباب کی شمولیت کی خواہش ہوتی ہے اس لئے آج عصر کی نماز کے بعد آخری سپارے کا جو حصہ درس میں سے باقی رہ گیا تھا، مکرم مولوی محمد حفیظ صاحب بقاپوری نے پہلے اسے مکمل کیا۔ اس کے بعد بیرونجات سے احباب جماعت کی طرف سے جو دعائیہ خطوط اور تاریں موصول ہوئی تھیں اور جو دوستوں نے اپنے مختلف مقاصد کے لئے دعا کی درخواستیں ارسال کی تھیں ان کا خلاصہ سنایا گیا۔ بعدہٗ حضرت امیر صاحب مقامی مولانا عبدالرحمٰن صاحب فاضل نے اختتامی تقریر فرمائی جس میں آپ نے اس مبارک مہینہ میں روزوں کے التزام کے ساتھ ساتھ قرآن کریم کے مختلف دور کرنے پر مبارکباد دی۔ اور اس امر کی تلقین کی کہ اس مہینہ کو اپنی روحانی ترقی کا ذریعہ بنایا جائے۔ ایسی کمزوریاں جن پر عام وقتوں میں انسان قابو پانے میں سستی کرتا ہے اس برکت والے مہینہ میں بڑی عمدگی کے ساتھ چھٹکارا پا سکتا ہے۔ اس لئے پوری کوشش کی جائے کہ جس صورت میں اس مہینہ میں انہوں نے تجربہ کر لیا۔ اگر ذرا سی ہمت اور کریں تو ان کمزوریوں کو ترک کرنے میں چنداں مشکل نہ رہے گی۔

خطاب جاری رکھتے ہوئے آپ نے فرمایا کہ اس وقت ہم لوگ اجتماعی دعا کی خاطر جمع ہوتے ہیں اور ہماری بہترین دعا کا اول نمبر پر مستحق اسلام ہے۔ خدا تعالیٰ دنیا کے دلوں کو اس دین متین کی خوبیوں کے لئے کھول دے۔ پھر ان مبلغین کے لئے دعا کی جائے جو ہم سب کی نمائندگی میں یہاں سے سینکڑوں اور ہزاروں میل دور اکناف عالم میں فریضۂ تبلیغ بجا لانے میں مصروف ہیں۔ آپ نے سیدنا حضرت امیر المومنین ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کی صحت کاملہ عاجلہ کے لئے دعا کرنے کی تحریک کی اور فرمایا کہ ایک لمبا عرصہ ہوتا ہے جب کہ ہم لوگ حضور کے منبر پر سے خطبات اور تازہ ارشادات عالیہ سے محض حضور کی بیماری کے باعث محروم ہیں۔ خدا تعالیٰ حضور کو جلد شفایاب کرے نیز اپنے فضل سے ان سب روکوں کو دور کر دے جو اسلام و احمدیت کے دنیا میں جلد پھیلنے میں حائل ہیں۔ اسی طرح سلسلہ کے کارکنان اور عہدیداران کے لئے بھی دعا کریں جو اپنے اپنے رنگ میں خدمتِ دین بجا لا رہے ہیں

اس کے بعد ایک لمبی پرسوز دعا ہوئی اور دیر تک مسجد کی فضا بارگاہِ الٰہی میں عاجز بندوں کی درد بھری التجاؤں سے گونجتی رہی۔ ہر طرف سے سسکیوں اور رونے کی آوازیں آتی رہیں۔ بالآخر حضرت امیر صاحب کی طرف سے آمین کہنے پر سب لوگ اپنی پُرنم آنکھوں کے ساتھ اپنے گھروں کو لوٹے۔

نمازِ عید الفطر

اس دفعہ ۲۹ ویں رمضان کے بعد کہیں بھی چاند نظر آنے کی اطلاع موصول نہ ہوئی اس لئے پورے تیس روزے ہوئے۔ اور آج ۲۷ فروری کو عید الفطر کی مبارک تقریب عمل میں آئی۔

اس دفعہ نظارت تعلیم و تربیت کی طرف سے عید کی نماز بڑے باغ میں ادا کئے جانے کا انتظام کیا گیا تھا جہاں گھاس پر ہی مسجد اقصیٰ کی دریاں بچھا دی گئیں مستورات کے لئے مناسب پردہ کا انتظام کیا گیا۔ نماز اور خطبہ کی آواز سب احباب تک پہنچانے کے لئے لاؤڈ اسپیکر کا بھی خاطر خواہ انتظام کیا گیا تھا۔

ٹھیک نو بجے محترم صاحبزادہ مرزا وسیم احمد صاحب نے مسنون طریق پر پہلے نماز عید کا دوگانہ پڑھایا بعدہٗ سیدنا حضرت امیر المومنین ایدہ اللہ تعالیٰ کا ۱۹۳۶ء کا ایک خطبہ عید الفطر پڑھ کر سنایا جو حال ہی میں صیغہ زود نویسی کی طرف سے اخبار الفضل میں شائع کیا گیا تھا

تمام احباب نے اپنے محبوب آقا کا خطبہ ہمہ تن گوش ہو کر سنا جو بہت روحانی نکات پر مشتمل تھا۔ اور رمضان شریف کے مجاہدہ کے بعد عید الفطر کی آمد پر مومنوں کے دلوں میں بڑھ چڑھ کر تر و تازگی کی روح پیدا کرنے والا تھا باوجود ایک لمبا عرصہ اس خطبہ پر گذر جانے کے اس کا افادی پہلو بالکل تازہ اور نو بنو تھا۔

خطبہ کے اختتام پر بڑے رقت آمیز انداز میں محترم صاحبزادہ مرزا وسیم احمد صاحب نے احباب جماعت کو اپنے محبوب امام ہمام کی لمبی بیماری سے جلد شفایاب ہونے کے لئے دعا کی تحریک کی۔ صاحبزادہ صاحب کی طرف سے اس موضوع کی طرف اشارہ کرنا تھا کہ جملہ حاضرین کی آنکھوں کے سامنے ان گذرے ہوئے دنوں کی یاد گھوم گئی جب کہ قادیان کی مقدس بستی میں ہی اپنے محبوب آقا کی زبانِ مبارک سے براہ راست انہیں ایسے روح پرور خطبات سننے اور حضور انور کی ملاقات اور زیارت کا شرف حاصل ہوا کرتا تھا۔ پھر کیا تھا۔ سب کی آنکھیں محبوب کی یاد میں پُرنم ہو گئیں۔ اور سب پر رقت طاری ہو گئی۔

حضرت صاحبزادہ صاحب نے اپنا دوسرا خطبہ جلد مکمل کیا۔ اور اجتماعی دعا کے لئے ہاتھ اٹھائے۔ سب نے بارگاہِ الٰہی میں دیگر دعاؤں کے ساتھ درد دل اور خصوصیت اپنے آقا کے لئے دعائیں کیں۔ اللہ تعالیٰ اپنے فضل و کرم سے ان دعاؤں کو قبول فرماتے ہوئے ہمارے پیارے امام کو صحت و سلامتی اور درازیٔ عمر بخشے تاکہ حضور کی براہ راست رہنمائی میں احمدیت کی تبلیغ زیادہ موثر اور زیادہ نتیجہ خیز بن جائے اور اسلام کو روحانی طور پر جلد از جلد غلبہ اور تفوق حاصل ہو جائے۔

دعا کے اختتام پر سب دوست ایک دوسرے سے بغلگیر ہوئے اور عید مبارک کا ہدیہ پیش کر کے اپنے گھروں کو لوٹے۔

وآخر دعوانا ان الحمد للہ رب العالمین

علاقہ رانچی کا تبلیغی و تربیتی دورہ

(۲۲) افراد کا قبولِ احمدیت

از مکرم مولوی عبدالحق صاحب فاضل مبلغ مظفرپور۔ بہار

نظارت دعوۃ و تبلیغ قادیان دارالامان کے حکم سے خاکسار ۱۷ جنوری کو صبح آٹھ بجے مظفرپور سے روانہ ہو کر ساڑھے بارہ بجے دن پٹنہ پہنچا۔ محترم ڈاکٹر سید اختر احمد صاحب کے دولتکدہ پر قیام کیا۔ موصوف سے تبلیغی و تربیتی امور پر تبادلۂ خیالات کیا۔ انفرادی تبلیغ کا بھی موقعہ ملا۔ دو پروفیسر حضرات احمدیہ نقطۂ نگاہ سے بہت متاثر ہوئے۔

رات ۹ بجے کی ٹرین سے روانہ ہو کر ۱۸ کی صبح کو ۱۰ بجے رانچی پہنچ گیا۔ محترم سید بدر الدین احمد صاحب معلم وقفِ جدید بھی سملیہ سے رانچی پہنچ گئے۔ نماز جمعہ ادا کی گئی۔ خاکسار نے قرآنی تمثیلات کی روشنی میں ایک اصلاحی اور تربیتی خطبہ دیا بعد نماز جمعہ خاکسار اور مکرم سید بدرالدین صاحب سملیہ پہنچ گئے۔ وہاں کے دوست جمع ہوئے اور بہت دیر تک تبلیغی و تربیتی امور پر روشنی ڈالی گئی۔ اس بستی میں بعض شر پسند علماء نے شدید مخالفت شروع کر رکھی تھی۔ لیکن اللہ تعالیٰ کے فضل سے مخالفین کے تمام منصوبے ناکام ہو گئے۔ اور محترم معلم صاحب موصوف بڑی محنت اور کوشش سے تعلیمی اور تربیتی امور کو انجام دے رہے ہیں۔ آپ کے زیر تعلیم تیس کے قریب بچے ہیں۔ اور دن بدن بچوں کی تعداد بڑھ رہی ہے۔

اس بستی کے تقریباً سب لوگ احمدیت سے بہت متاثر ہیں۔ ایک دوست بیعت بھی کر چکے ہیں۔ جو اللہ تعالیٰ کے فضل سے بہت استقامت دکھا رہے ہیں باقی دوستوں کے قبولِ احمدیت کے لئے احباب سے دعا کی درخواست ہے۔ یہاں دو روز خاکسار نے قیام کیا۔ انفرادی اور اجتماعی طور پر تبلیغ و تربیت کا سلسلہ جاری رہا۔

اس بستی کے احمدی دوست محترم شاہد علی صاحب کی رشتہ داری باچیدہ بازار میں پڑتی ہے جو سملیہ سے چار پانچ میل کے فاصلہ پر ہے خاکسار اور محترم سید بدرالدین احمد صاحب اور شاہد علی صاحب سائیکلوں پر سوار ہو کر وہاں پہنچے۔ رات کو کافی تعداد میں لوگ جمع ہوئے۔ بارہ بجے رات تک ان لوگوں کو تبلیغ کی گئی اور سوالات کا موقعہ دیا گیا۔ اور سوالات کے جوابات دئے گئے یہ لوگ بہت متاثر ہوئے۔ صبح متعدد دوستوں نے ناشتہ پر بلایا اور کہا کہ ہم لوگ ایک وسیع پروگرام بنا کر آپ لوگوں کی تقریریں کروائیں گے۔ تاکہ ہم صداقت کو پرکھ کر قبول کر سکیں۔

ہمارا یہ تبلیغی وفد ۲۱ جنوری کو سملیہ سے ہوتا ہوا رانچی پہنچا خان بہادر الحاج محترم سید محی الدین احمد صاحب ایڈوکیٹ رانچی سے ملاقات ہوئی۔ اور اسی وقت خاکسار اور سید بدرالدین صاحب لوہاردگہ کے علاقہ کے لئے روانہ ہو گئے۔ پانچ بجے شام ہم لوگ بذریعہ موٹر ارکو پہنچ گئے۔ احباب جماعت اور بچے اشتیاقِ ملاقات میں بستی سے باہر منتظر تھے۔ اھلاً و سھلاً و مرحبا کہہ کر احباب نے مبلغین کو پھولوں کے ہار پہنائے۔ یہ ایک مخلص جماعت ہے جو حال ہی میں قائم ہوئی ہے اللہ تعالیٰ ان لوگوں پر اپنی خاص الخاص برکتوں اور رحمتوں کے دروازے کھولے۔ آمین

(باقی اگلے صفحہ پر)

رات کو محترم رحمت علی صاحب کے مکان پر جلسہ ہوا۔ محترم سید بدرالدین صاحب اور خاکسار نے تقریریں کیں۔ دوسرے روز بھی جلسہ ہوا اور اسی طرح تقاریر ہوئیں۔ محترم مولوی محمد حبیب اللہ صاحب جو قادیان دارالامان کے فارغ التحصیل اور اسی بستی میں مقیم ہیں نے بھی آخر میں تقریر کی۔

۲۲ جنوری کے اجلاس میں ایک مولانا حکیم ناصر الدین صاحب کو بھی بلا کر لایا گیا تھا۔ یہ صاحب احمدیت کے خلاف ارزو کے مضافات میں بہت کچھ بولتے رہتے تھے اور حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی حیات کو نہایت شد و مد کے ساتھ پیش کیا کرتے تھے۔

ہمارے احمدی دوست مکرم شہادت علی صاحب بتا رہے تھے کہ ایک مرتبہ میں نے تبلیغ کی غرض سے انہیں ایک کتاب دینے کی کوشش کی۔ لیکن انہوں نے جونہی حضرت اقدس کی فوٹو دیکھی تو کہنے لگے کہ یہ حضرت امام مہدی کی فوٹو نہیں ہے اس لئے میں اسی فوٹو پر ہی یہ جملہ لکھ دیتا ہوں۔ لیکن احمدی دوست نے بڑی غیرت اور جرأت کا اظہار کرتے ہوئے جواب دیا کہ اس فوٹو پر ہی آپ کو ایسا جملہ ہرگز نہ لکھنے دوں گا۔ اور اگر آپ نے ایسا کیا۔ اور توہین کی تو میں اپنی جان تک دینے کو تیار ہوں۔ چنانچہ یہ مولانا خاموش ہو گئے۔ اسی طرح ایک تقریب کے موقعہ پر جب کہ ہمارے احمدی دوستوں نے نماز الگ پڑھی ان مولانا نے سوال اٹھایا تھا۔ اور محترم رحمت علی صاحب نائب صدر جماعت احمدیہ ارزو نے ایک ایسا سوال پیش کیا جس کا یہ کوئی تسلی بخش جواب نہ دے سکے تھے۔

بہرحال یہ مولانا بھی جلسہ میں تشریف لائے محترم سید بدرالدین صاحب کی تقریر کے بعد خاکسار نے مسئلہ وفات مسیح، دجال کی حقیقت، ناجی جماعت کی شناخت اور اور صداقت حضرت مسیح موعود علیہ السلام پر ایک مفصل تقریر کی۔ ہم لوگوں کی تقاریر کے بعد محترم مولوی حبیب اللہ صاحب نے مولانا ناصرالدین صاحب سے بھی تقریر کرنے کو کہا لیکن وہ وقت زیادہ ہو جانے کی وجہ سے تقریر نہ کر سکے۔ نماز عشاء انہوں نے ادا کی۔ ہم لوگ پہلے ہی نمازیں پڑھ چکے تھے۔ محترم مولوی حبیب اللہ صاحب نے ان سے کہا کہ اب آپ بتائیں کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام زندہ ہیں یا فوت ہو چکے ہیں۔ اس پر انہوں نے اقرار کیا کہ قرآن کریم کے رُو سے حضرت عیسیٰ علیہ السلام فوت ہو چکے ہیں۔ قرآن کریم کی آیات متعلقہ وفات مسیح بھی انہوں نے دیکھیں اور یہ لکھ کر بھی دے دیا کہ:۔

"قرآن سے ثابت ہے کہ عیسیٰ علیہ السلام وفات پا گئے ہیں میرا بھی عقیدہ ہے"

مولانا کی اس تحریر پر حاضرین دنگ رہ گئے کہ وہ شخص جو بڑی شد و مد کے ساتھ حیاتِ مسیح کا قائل تھا کس طرح احمدیہ جماعت کے دلائل کے سامنے خاموش ہو گیا۔! فالحمد للہ علیٰ ذالک۔

ارزو کی جماعت ایک نئی جماعت ہے لیکن احمدیت اور اسلام کے لئے ایک قابلِ رشک جوش و جذبہ رکھتی ہے۔ محترم نور محمد صاحب اور ان کے والد صاحب نے ایک مخالف کے سامنے کہا کہ ہم قتل بھی اس راہ میں ہو جائیں گے۔ لیکن ہم احمدیت کی عظیم نعمت کو نہیں چھوڑیں گے۔ بالآخر وہ مخالف دوست بھی مولانا کی تحریر کو دیکھ کر احمدیت میں داخل ہو گئے۔ فالحمد للہ علیٰ ذالک۔

اس کے بعد بھی دو راتوں کو اجلاسات ہوتے اور دن رات احباب جماعت گھیرا ڈالے رہتے اس لئے بارہ ایک بجے رات تک تبلیغی و تربیتی گفتگو جلسوں کے علاوہ بھی جاری رہی۔ احباب نے نہایت اخلاص کے ساتھ پر تکلف دعوتیں دیں۔ اور محبت و اخلاص کا عمدہ نمونہ دکھایا۔

۲۵ جنوری کو خاکسار نے احترام والدین پر خطبہ جمعہ دیا اس قیام کے دوران میں بائیس ۲۲ احباب بیعت کر کے سلسلہ عالیہ احمدیہ میں داخل ہوئے۔ فالحمد للہ علیٰ ذالک

ارزو کے دو حصے ہیں۔ ایک پندہ ٹولی ہے جہاں محترم مولوی حبیب اللہ صاحب مقیم ہیں۔ اس بستی کے تمام مرد عورتیں اللہ تعالیٰ کے فضل سے سلسلہ عالیہ احمدیہ میں داخل ہو چکے ہیں۔ اور بستی کے دوسرے حصہ کے بھی کافی لوگ جماعت میں داخل ہو چکے ہیں۔ اللہ تعالیٰ ان سب کو استقامت عطا فرمائے اور ہر طرح سے حامی و ناصر ہو۔ اور نیکی اور تقوے کی زندگی عطا فرما دے۔ آمین۔

۲۶ جنوری کو ہم دونوں بذریعہ موٹر واپس ہوئے۔ احباب ہمیں موٹر پر سوار کرا کے واپس تشریف لے گئے۔ اور محترم سید بدرالدین صاحب اپنی جائے قیام یعنی سمبہ کے قریب اتر گئے اور خاکسار رانچی پہونچ گیا۔ رانچی میں انفرادی تبلیغ و تربیت میں مشغول رہا۔ محترم سید لئیق احمد صاحب محترم محمد منظر احمد صاحب بل اور دوسرے احباب سے جماعتی امور پر گفتگو ہوتی رہی۔

۲۸ جنوری کو قرآن کریم کا درس دیا اور ۲۹ کو روانہ ہو کر ۳۰ کو خاکسار واپس مظفرپور پہنچ گیا۔

اسی علاقہ میں ایک اور احمدی محترم حافظ منیر احمد صاحب بھی جنہوں نے بچپن میں قادیان میں رہ کر قرآن کریم حفظ کیا تھا ان کا گاؤں ہسری ہے۔ یہ بھی اطلاع پا کر ارزو پہنچ گئے تھے۔ جوشیلے نوجوان ہیں قرآن کریم کی تلاوت اور کلام محمود کی نظموں سے ہمیں محظوظ کرتے رہے۔

رپورٹ جلسہ مصلح موعود

منعقدہ منجانب لجنہ اماء اللہ قادیان مورخہ ۲۰/۲

مرتبہ:۔ محترمہ معراج سلطانہ صاحبہ جنرل سیکرٹری لجنہ اماء اللہ قادیان

قادیان۔ ۲۰ فروری۔ آج لجنہ اماء اللہ کے زیر انتظام نصرت گرلز سکول قادیان میں یوم مصلح موعود منایا گیا۔ جلسہ کی کارروائی دس بجے صبح زیر صدارت محترمہ بیگم صاحبہ صاحبزادہ مرزا وسیم احمد صاحب، صدر لجنہ اماء اللہ بھارت شروع ہوئی۔ تلاوت قرآن کریم مکرمہ نیر زہ بیگم صاحبہ نے کی اور نظم خاکسار نے پڑھی۔

اس کے بعد صدر محترمہ نے افتتاحی تقریر میں فرمایا کہ پیشگوئی مصلح موعود کسی ایک واقعہ یا فرد یا چند افراد سے متعلق نہیں ہے۔ بلکہ یہ بہت سی پیشگوئیوں کا مجموعہ ہے جس میں دنیا بھر کے ممالک و مذاہب اور اقوام کے لئے قسما قسم کے نشانات اور بشارات موجود ہیں۔ اور اللہ تعالیٰ کی ذات اور اسلام کی حقانیت کا یہ ایک زندہ نشان ہے۔ اور خدا کے فضل سے یہ پیشگوئی اپنی تمام ترجزئیات اور تفاصیل کے ساتھ فرمودہ خداوندی کے عین مطابق اپنے وقت پر پوری ہوئی اور جماعت کے لئے ازدیاد ایمان کا، اور اغیار کے لئے اتمام حجت کا باعث ہوئی۔

آپ نے حضرت مصلح موعود کی ایک تقریر کا اقتباس پڑھ کر سنایا جو حضور انور نے ۱۹۴۴ء کے جلسہ سالانہ پر فرمائی تھی۔ اور حضور کی صحت و سلامتی و درازی عمر کے دعا کی تحریک فرمائی۔

اس کے بعد مکرمہ عائشہ بیگم صاحبہ نے "حضرت مسیح موعود کی صداقت کا ایک زبردست نشان" کے موضوع پر تقریر کی اور اس پیشگوئی کے پس منظر پر روشنی ڈالی۔

دوسری تقریر مکرمہ امۃ القیوم صاحبہ نے "علوم ظاہری و باطنی سے پُر کیا جائیگا" کے عنوان پر کی۔ اور حضور کے علمی کارناموں کا برعایت وقت کسی قدر تفصیل سے ذکر کیا۔

تیسری تقریر عزیزہ امۃ العزیز نے "وہ صاحب شکوہ و عظمت ہوگا" کے عنوان پر کی۔ اور حضور کی پُرشکوہ اور عظیم الشان قیادت اور جماعت کی ترقیات اور سربلندی کا ذکر کیا۔

چوتھی تقریر عائشہ صدیقہ صاحبہ نے کی عنوان تھا "وہ تین کو چار کرنے والا ہوگا" اور بتایا کہ حضرت مصلح موعود، حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی اولاد نرینہ میں بڑے ہونے کے لحاظ سے بھی اور چھوٹے ہونے کے لحاظ سے بھی چوتھے ہیں۔ اسی طرح آپ کے ذریعہ اسلام کی اشاعت کا جو تقاضا ہر ذریعہ عالم وجود میں آیا

پانچویں تقریر محترمہ سلیمہ بیگم صاحبہ اہلیہ محترم شیخ عبدالحمید صاحب عاجز نے کی۔ موضوع تھا "خدا کا سایہ اس کے سر پر ہوگا"۔ آپ نے حضور کے دورِ خلافت میں اللہ تعالیٰ کی خاص تائیدات کا ذکر کیا اور بتایا کہ احرار کے فتنوں میں اور پھر ۱۹۵۳ء کے فسادات میں حضور انور کی رہنمائی میں اللہ تعالیٰ کی نصرتیں جماعت کے لئے اتریں۔ اور ہر طوفان سے اللہ تعالیٰ نے جماعت کو بچایا۔

آخری تقریر محترمہ استانی خورشید بیگم صاحبہ نے "میں تیری تبلیغ کو زمین کے کناروں تک پہنچاؤں گا" کے موضوع پر کرتے ہوئے بتایا کہ حضرت مصلح موعود کے ذریعہ سے یہ پیشگوئی بھی بڑی آب و تاب کے ساتھ پوری ہوئی ہے اور اللہ تعالیٰ کے فضل سے دنیا کے تمام ممالک میں اسلام کا پیغام پہنچ چکا ہے۔ اور دنیا کی تمام زبانوں میں اسلام اور احمدیت کا لٹریچر طبع ہو کر سعید روحوں کو حصارِ عافیت کی طرف بلا رہا ہے۔ آخر میں امۃ القیوم صاحبہ ملکانہ نے نظم پڑھی اور دعا کے ساتھ جلسہ ختم ہوا۔

عازمِ بیت اللہ شریف

جماعت احمدیہ باڑی پورہ کشمیر کے ایک احمدی دوست راجہ شیر محمد خاں صاحب سکنہ اندووہ تحصیل اسلام آباد اس سال زیارت بیت اللہ شریف کے لئے ۲۳/۲ کو تشریف لے جا رہے ہیں۔ احباب دعا فرماویں کہ ان کا یہ سفر کامیاب اور بابرکت ہو۔ نیز اگر بھارت کے کوئی اور احمدی دوست بھی حج پر تشریف لے جا رہے ہوں تو ان سے ملنے کی کوشش کریں۔ راجہ صاحب موصوف مغل لائن کے پہلے جہاز پر کشمیری قافلہ کے ساتھ سفر کریں گے۔ خاکسار عبدالحمید ٹاک پراونشل سیکرٹری امور عامہ

درخواست ہائے دعا

۱۔ مکرم شیخ محمد حنیف صاحب امیر جماعت احمدیہ کوئٹہ اعصابی اور روحانی کمزوری سے بیمار رہتے ہیں ان کے بھائی اور والدہ کی طبیعت بھی ناساز ہے ان سب کی صحت کے لئے نیز ان کے کاروبار میں ترقی کے لئے دعا فرمائی جائے ۲۔ ہمارے درویش مرزا منور احمد صاحب کے والد محترم ربوہ میں بیمار ہیں احباب دعائے صحت فرمائیں۔ خاکسار قریشی عبدالقادر اعوان درویش قادیان

پروگرام دورہ مکرم مولوی سراج الحق صاحب انسپکٹر بیت المال

برائے علاقہ جنوبی ہند از مورخہ ۱۳ ۳/۶۳ لغایت ۲۲ ۴/۶۳

ذیل میں مکرم مولوی سراج الحق صاحب انسپکٹر بیت المال کے جنوبی ہند کی جماعتوں کے دورہ کا پروگرام شائع کیا جارہا ہے۔ امید ہے کہ جملہ عہدیداران مال جماعت ہائے احمدیہ جنوبی ہند چیکنگ حسابات اور وصولی چندہ جات کے سلسلہ میں ان سے پورا پورا تعاون فرما کر ممنون فرماویں گے۔

ناظر بیت المال قادیان

نمبر شمار	نام جماعت	تاریخ آمد	عرصہ قیام	تاریخ روانگی	کیفیت
۱	حیدرآباد	-	-	۱۳ ۳/۶۳	
۲	بمبئی	۱۴ ۳/۶۳	دو یوم	۱۶	
۳	بانہ	۱۷	۱	۱۸	
۴	بلگام	۱۸	½	۱۹	
۵	ننہ گوڈہ	۱۹	۱	۲۰	
۶	ہبلی - دھارواڑ	۲۰	۲	۲۲	
۷	شیموگہ	۲۲	۳	۲۵	
۸	سوروب	۲۵	½	۲۵	
۹	ساگر	۲۵	½	۲۶	
۱۰	بنگلور	۲۶	۲	۲۸	
۱۱	مرکرہ	۲۸	۱	۳۰	
۱۲	منجیشور	۳۰	½	۳۱	
۱۳	موگرال دنگلمہ	۳۱	۱	۱ ۴/۶۳	
۱۴	پینگاڈی	۱ ۴/۶۳	۲	۳	
۱۵	کنانور	۳	۲	۵	
۱۶	کوڈالی	۵	½	۵	
۱۷	تیلی چری - نیل	۵	۱	۷	
۱۸	کالیکٹ	۷	۲	۹	
۱۹	کرولائی	۹	½	۹	
۲۰	پیتا ہدیم	۹	½	۱۰	
۲۱	الانور	۱۰	[illegible]	۱۱	
۲۲	منارگھاٹ	۱۱	۱	۱۲	
۲۳	کالیکٹ	۱۲	½	۱۲	
۲۴	کرونا گاپلی	۱۳	۳	۱۶	
۲۵	کوٹار	۱۶	۱	۱۷	
۲۶	ساتان کولم	۱۷	۱	۱۸	
۲۷	میلاپالیم	۱۸	۱	۱۹	
۲۸	مدراس	۲۰	۳	۲۳	
۲۹	حیدرآباد	۲۳ ۴/۶۳	-	-	

مستقل صدقے کا کام

"جو لوگ اس (تحریک جدید) میں حصہ لیں گے وہ اس تبلیغ دین کے ذریعہ جو ان کے روپیہ سے ہوتی رہے گی اپنی موت کے ہزاروں سال بعد بھی ثواب حاصل کرتے چلے جائیں گے۔ .... میں کہتا ہوں کہ ہزاروں سال جانے دو۔ اگر سو دو سو سال بھی مستقل طور پر تمہیں ثواب پہنچتا رہے تو یہ کتنی عظیم الشان کامیابی ہے اور اس کے مقابلہ میں دس سال کی قربانی کی حقیقت ہی کیا ہے"

احباب کرام تحریک جدید کے ذریعہ تبلیغ کے اس عظیم الشان کام اور ثواب کے متعلق حضور کے ارشاد کی تعمیل کرکے ثواب حاصل کریں۔

وکیل المال تحریک جدید قادیان

سنہ ۱۹۶۲-۶۳ء کا مالی سال ختم ہو رہا ہے!

احباب و عہدیداران جماعت کی خاص توجہ کے لئے

صدر انجمن احمدیہ قادیان کا موجودہ مالی سال ختم ہونے میں اب دو ماہ کا عرصہ باقی رہ گیا ہے۔ اس لئے احباب جماعت کو چاہیئے کہ وہ اپنے ذمہ کے جملہ چندہ جات کی سو فیصدی ادائیگی کی طرف فوری طور پر متوجہ ہوں۔ اور عہدیداران مال کا فرض ہے کہ وہ تمام وصول شدہ چندوں کی رقم ۲۵ اپریل سے قبل ہی مرکز بھجوا دیں تاکہ آخر اپریل تک خزانہ صدر انجمن احمدیہ میں داخل ہو کر متعلقہ جماعتوں کے حسابات میں محسوب ہو سکیں۔ اگر کوئی رقم ۳۰ اپریل تک داخل خزانہ صدر انجمن احمدیہ نہ ہو سکی تو وہ اگلے سال میں محسوب ہو گی اور جماعت کے ذمہ اس سال کا بقایا رہ جائے گا۔

اس عرصہ میں چندہ جات کی وصولی کے لئے غیر معمولی کوشش اور جدوجہد درکار ہے کیونکہ ابھی تک بہت سی جماعتوں کا بجٹ لازمی چندہ جات پورا نہیں ہوا۔ جماعتوں میں اعلیٰ اخلاص اور قربانی کی روح پیدا کرنے میں مقامی عہدیداران کا بھی بہت دخل ہے۔ اگر عہدیداران خود اپنا عمدہ عملی نمونہ پیش کریں اور موثر رنگ میں دوستوں کو تحریک فرماویں تو خدا تعالیٰ کے فضل سے وصولی چندہ جات کی پوزیشن کافی بہتر ہو سکتی ہے پس جن عہدیداران نے سال کے دوران میں پوری توجہ اور کوشش نہیں کی ان کو چاہیئے کہ اب اس کی تلافی کریں اور جن عہدیداران نے سال بھر شوق اور محنت سے کام کیا ہے وہ اس مہینے میں مزید جدوجہد کرکے زیادہ ثواب کمائیں اور خدا تعالیٰ کے فضلوں کے وارث بنیں۔

بجٹ کو پورا کرنے کے متعلق سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کا مندرجہ ذیل ارشاد احباب جماعت کی خاص توجہ اور عملی کوشش کا متقاضی ہے۔ حضور فرماتے ہیں:-

"میں ایسے چندہ کا قائل نہیں ہوں کہ وعدہ (بجٹ) تو لکھ دیا۔ اور پھر خط و کتابت ہو رہی ہو۔ یاد دہانیاں کرائی جا رہی ہوں اخباروں میں اعلانات ہو رہے ہوں اور وعدہ کرنے والا پھر بھی خاموش بیٹھا رہے .... تمہارا چندہ ادا کرنا تمہارے اندر ایک نئی انابت ایک نیا خلوص اور ایک نیا ایمان پیدا کر دے گا"

جماعتوں کے سیکرٹریان مال کو اس ماہ کی وصولی چندہ جات اور بقایا کی پوزیشن سے اطلاع دی جا رہی ہے۔ ابھی تک تدریجی بجٹ کے مقابل براصل آمد لازمی چندہ جات میں کافی کمی ہے۔ اور بعض جماعتوں کی وصولی باوجود بار بار توجہ دلانے کے برائے نام ہوئی ہے۔ لہٰذا ضرورت اس امر کی ہے کہ احباب جماعت، عہدیداران مال اور حلقہ کے مبلغ صاحبان اپنی اپنی جماعت کی کمی آمد کو پورا کرنے کی فکر کریں اور سال کے آخری دو ماہ میں خاص توجہ سے سو فیصدی وصولی کرکے فرض شناسی کا ثبوت دیں۔

بالآخر دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ اپنے فضل سے جملہ احباب جماعت اور عہدیداران کو مالی قربانی کے میدان میں اپنا قدم آگے بڑھانے کی سعادت بخشے اور ہم سب کو اس امر کی توفیق عطا فرمائے کہ ہم اپنی ذمہ داریوں کو ادا کرکے خدا تعالیٰ کی رضامندی حاصل کرنے والے ہوں۔ آمین۔

ناظر بیت المال قادیان

ضرورت ہے

انسپکٹر وصایا و زکوٰۃ کی آسامی کے لئے مندرجہ ذیل کوائف کے ایک مخلص کارکن کی ضرورت ہے جسے مرکز کے طے کردہ پروگرام کے مطابق بھارت کی جماعتوں کا دورہ کرکے وصایا میں اضافہ، وصایا سے متعلقہ امور کی سرانجام دہی اور زکوٰۃ کی وصولی کا کام کرنا ہوگا۔ نقریر کا ملکہ اور مال حسابات کا تجربہ رکھنے والے کو ترجیح دی جائے گی۔ درخواست کنندہ کا میٹرک یا مولوی فاضل پاس ہونا اور احمدی ہونا ضروری ہے۔ میٹرک پاس کی صورت میں دینی واقفیت ضروری شرط ہے۔ تنخواہ شروع میں بالمقطع ۱۰۰٪ ماہوار دی جائے گی۔ مناسب کوائف کو ملحوظ رکھ کر منظور گریڈ بھی آزمائش کے بعد دیا جا سکے گا۔ یعنی ۶۰-۴-۱۰۰-۵-۱۳۱-۶-۱۸۱۔ اپنی درخواستیں مقامی امیر صاحب یا پریذیڈنٹ صاحب کی معرفت مفصل کوائف لکھ کر ارسال کریں

ناظر بیت المال قادیان

Regd. No. P. 67

The Weekly BADR QADIAN

28 FEBRUARY 1963 NO. 9

خبریں

نئی دہلی - ۲۵ر فروری - وزیر اعظم پنڈت نہرو نے آج لوک سبھا میں پاکستان اور چین کے مجوزہ سرحدی معاہدہ کے بارے میں ایک سوال کا جواب دیتے ہوئے کہا کہ بھارت سرکار پاکستان کی طرف سے چین کے ساتھ سرحدی سمجھوتہ کے اقدام کے پیش نظر اس بات پر غور کر رہی ہے کہ اس بارے میں کشمیر کے معاملہ پر پاکستان کے ساتھ بات چیت جاری رکھنے کا کوئی فائدہ اور جواز بھی ہے یا نہیں۔ تاہم اس کے بارے میں حالات کے مطابق فیصلہ کریں گے۔ آپ نے کہا کہ اس سرحدی سمجھوتہ کے تئیں بھارت سرکار کا ردِ عمل غیر دوستانہ ہے۔ تاہم ہم نے پاکستان پر واضح کر دیا ہے کہ نہ ہم پاکستان کے وزیر خارجہ مسٹر بھٹو کے دورہ پیکن کے مقصد کو ٹھیک سمجھتے ہیں اور نہ اس کے لئے چنے گئے موقعہ کو۔ شری نہرو نے کہا کہ بھارت نے اس معاہدہ کے بارے میں ... اعتراضات پر مشتمل جو مراسلہ پاکستان کو بھیجا تھا، اس کا پاکستان نے کوئی باضابطہ جواب نہیں دیا تاہم ہم نے اپنے ہائی کمشنر کی وساطت سے پاکستان کے وزیر خارجہ مسٹر بھٹو پر اپنے خیالات پھر واضح کر دئے اور مسٹر بھٹو نے بھارتی ہائی کمشنر کو ...... کچھ جواب دیا ہے۔ ایک سوال کے جواب میں کہ اب جبکہ پاکستان نے کشمیر کے معاملہ میں ہمیں بالکل نظر انداز کر دیا ہے اور وہ چین کے ساتھ محبت کی پینگیں بڑھا رہا ہے اور ہمارے خلاف ایشیا اور افریقہ میں پروپیگنڈہ کر رہا ہے تو پھر پاکستان کے ساتھ بات چیت جاری رکھنے کی کیا وجہ جواز ہے آپ نے کہا میرے لئے جواز کو متوازی کرنا مشکل ہے میرا خیال ہے کہ آنریبل ممبر نے جو اعتراض اٹھایا ہے وہ ٹھیک ہی ہے تاہم ہمیں سب باتوں پر غور کرنا ہوگا اور ہم غور کر رہے ہیں اور ہم حالات کے تقاضے کے مطابق فیصلہ کریں گے

کلکتہ - ۲۵ر فروری - پاکستان کے وزیر خارجہ مسٹر بھٹو نے کہا ہے کہ کشمیر کے سوال پر بھارت اور پاکستان کے وزراء کی بات چیت کلکتہ میں ختم ہو جائے گی۔ مسٹر بھٹو چین کے ساتھ سرحدی معاہدہ پر دستخط کرنے کے لئے پیکن جاتے ہوئے کل رات ڈم ڈم کے ہوائی اڈے سے گذرے۔ انہوں نے ایک انٹرویو میں کہا کہ کلکتہ میں ۱۲ر مارچ کو جو بات چیت ہونے والی ہے وہ آخری ہوگی اگر اس میں کوئی حل تلاش نہ ہو تو پاکستان مزید بات چیت نہیں کرے گا۔ مسٹر بھٹو کل کراچی سے پانچ افسروں کے ہمراہ پیکن روانہ ہوئے تھے۔ وہ منگل کو پیکن پہنچیں گے اور بدھ یا جمعرات کو دونوں ملکوں میں سرحدی معاہدہ پر دستخط ہو جائیں گے۔ معاہدہ میں اس بات کی وضاحت کی جائے گی کہ چین کے صوبہ سنکیانگ اور پاکستانی مقبوضہ کشمیر کی صحیح سرحد کیا ہے اس سلسلہ میں بھارت کی پوزیشن یہ ہے کہ پورے کشمیر پر پاکستان کا قبضہ سراسر غیر قانونی اور ناجائز ہے۔ اس لئے اسے چین کے ساتھ اس کی سرحدوں کے متعلق کوئی معاہدہ کرنے کا اختیار نہیں ہے۔ ایک سوال کے جواب میں انہوں نے کہا کہ امریکی سرکار نے مسئلہ کشمیر کے تصفیہ کے لئے کوئی فارمولا پیش نہیں کیا تھا۔ اور نہ ہی اس سلسلہ میں ہم پر کوئی دباؤ ڈالا گیا ہے۔

نئی دہلی - ۲۵ر فروری گذشتہ رات بارہ بجے کے بعد روزنامہ "پرتاپ" کے مالک وایڈیٹر اور پنجاب کے پرانے صحافی مہاشہ کرشن فوت ہو گئے۔ وہ آریہ سماجی خیالات رکھتے تھے۔

نئی دہلی - ۲۵ر فروری - بھارت کے صدر ڈاکٹر رادھاکرشنن نے لوگوں سے کہا ہے کہ وہ شمالی سرحدوں پر حالیہ شکستوں کو ایک چیلنج سمجھیں اور ان لوگوں کے پیدا کئے ہوئے امتیازات کو ختم کر کے ملک کو مضبوط بنائیں۔ یہ کام صرف اسی صورت میں ہو سکتا ہے کہ سارا ملک متحد ہو جائے اور ہم متحد قوم کی حیثیت میں مل جل کر کام کریں۔

نئی دہلی - ۲۵ر فروری - وزیر اعظم پنڈت نہرو نے آج لوک سبھا میں کہا کہ بھارت نے ابھی لداخ میں چینیوں کی طرف سے خالی کئے گئے علاقوں میں کوئی سول چوکیاں قائم نہیں کیں۔ انہوں نے کہا کہ چینی عملی قبضہ کی نام نہاد لائن کے مشرق میں ۲۰ کلومیٹر پیچھے ہٹ گئے ہیں۔ اور ان کی اس واپسی سے نام نہاد غیر فوجی کاریڈور بنتا ہے۔ وہ اس خطہ سے نکل چکے ہیں مگر ہم نے ابھی تک کوئی سول چوکی قائم نہیں کی۔ شری کامتھ نے دریافت کیا کہ چینیوں کی طرف سے خالی کردہ علاقوں میں سول چوکیاں قائم کرنے کے بارے میں حکومت، لداخ میں مختلف رویہ کیوں اختیار کر رہی ہے کیا بھارتی فوجوں کو چوکیاں قائم کرنے سے روکا جا رہا ہے؟ آپ نے جواب دیا کہ ہمیں کسی نے چوکیاں قائم کرنے سے عملی طور پر نہیں روکا۔ ہم بعض مقامات پر فی الحقیقت آگے بڑھے ہیں یہ فیصلہ کرنا فوج کا کام ہے اس نے اپنی سہولت دیکھ کر یہ طے کرنا ہے کہ اسے کیا اور کب کرنا ہے۔ ایک سوال پر کہ آیا چینیوں کے خالی کردہ علاقہ پر فوجی حکام کو قبضہ کرنے کی اجازت دے رکھی ہے اور یہ بھی کہ یہ طے کرنا صرف فوج کا کام ہے کہ وہ کب اور کیا کرے۔؟ آپ نے کہا یہ فوج کا کام ہے اور فوج نے ہی فیصلہ کرنا ہے۔ ہماری طرف سے اسے اجازت دینے یا نہ دینے کا سوال نہیں اٹھتا۔ وہ وزارتِ خارجہ کے حکام سے بات کرتے ہیں اور فیصلہ ان کا ہوتا ہے۔

ہانگ کانگ ۲۵ر فروری پاکستان کے وزیر خارجہ مسٹر ذوالفقار علی بھٹو نے پیکن جاتے ہوئے یہاں اخباری نمائندوں سے بات چیت کرتے ہوئے کہا کہ پاکستان اور چین کے مجوزہ سرحدی معاہدہ سے بھارت اور پاکستان کے درمیان مسئلہ کشمیر کے حل کے بارہ میں بات چیت پر کوئی اثر نہیں پڑے گا۔ کیونکہ مسئلہ کشمیر اور چین و پاکستان کے سرحدی معاہدہ کا ایک دوسرے سے کوئی تعلق نہیں

رپورٹ جلسہ مصلح موعود

بقیہ صفحہ ۱۵

آخر میں صاحب صدر نے مقررین کی تقاریر کے ضمن میں حضرت مصلح موعود کے کارناموں سے سبق حاصل کرنے کی تلقین کرتے ہوئے فرمایا کہ جس طرح آج ہم آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم اور حضرت مسیح موعود علیہ والسلام کے زمانہ کو ترستے ہیں اسی طرح آئندہ نسلیں حضرت مصلح موعود کے زمانہ کو ترسیں گی۔ پس ہمیں چاہیئے کہ اس وقت سے فائدہ اٹھائیں اور پورے طور سے مصلح موعود کی طاعت میں اپنے آپ کو وقف کر دیں

اس کے بعد آپ نے ایک لمبی اور پر سوز اجتماعی دعا فرمائی اور ساڑھے گیارہ بجے کے قریب یہ بابرکت تقریب اختتام پذیر ہوئی۔

نئی دہلی - ۲۵ر فروری - وزیر اعظم شری نہرو نے آج راجیہ سبھا میں اعلان کیا کہ بھارت کے دفاع کے انتظامات کئے ہیں۔ اور اگر بھوٹان کی علاقائی یکجہتی کو خطرہ پیدا ہوا تو وہ بھوٹان کی درخواست پر اس کی بھی مدد کرے گا

انتقالِ پُرملال